اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا

الحمد للہ کہ درین زمان بہجت اقتران۔ رسالہ

نصرۃ الحق

از تصانیف مفیدہ و تالیفات جدیدہ سید جلیل موتمن جناب سید ریاض الحسن صاحب صفی پوری طاب ثراہ حسب فرمایش برادر زادہ مولف مرحوم جناب سید فصیح احمد صاحب رئیس و جناب سید محمد جعفر صاحب صفی پوری دام عزہما

در مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن طبع شد

۱۳۳۰ھ

حق تالیف بحق مطبع محفوظ

قیمت۔ ۳ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوۃ علی عبادہ الذین اصطفی بعد حمد و صلوۃ کے
واضح ہو کہ بملاحظہ کتب معتبرہ و تواریخ معتمدہ حضرات اہل سنت و جماعت ایک حادثہ
عظیم ملت اسلام مین پایا جاتا ہے جسکی نسبت پوری توجہ ان حضرات کی معلوم نہین
ہوتی ہان اوسکے اخفاء و استتار مین البتہ اس قدر مبالغہ کیا گیا ہے کہ عامۂ مسلمین
اوس سے بالکل نا بلد اور اجنبی ہین بلکہ اکثر اہل سنت اوس سے نابلد اور بعض شان
بوجھکر چھپاتے اور بعضے بحیلہ و حوالہ ٹالتے اور باتین بناتے ہین اور وہ حادثۂ عظیمہ
اور سانحۂ جسیمہ سبّ امیر المومنین علی ابن ابیطالب ہی جو خلیفہ پنجم حضرات اہل سنت
یعنی امیر معاویہ اور اون کے تابعین برابر منبرون پر کیا کرتے تھے اور جو شخص اون
تک پہونچتا اوس سے بھی کراتے تھے بالاخر اس بدعت سیئہ کی یہان تک ترقی ہوی
کہ بنا بر خاطرداری خلیفہ اہل سنت اکابر و مقبولین اہلسنت نے بھی یہی وظیفہ
اختیار کیا جیسا کہ اسفار معتمدہ قوم سے بتواتر ثابت ہوتا ہے باینہمہ جب مین نے
بعض احباب اہل سنت سے اس امر فاحش پر اپنی حیرت و کاہش ظاہر کی تو اون کو
بجز انکار بلیغ کوی چارہ نہ ہوا اور اوسکے یہ الزام دیا کہ معاذ اللہ ہم حضرت علی کو بعد
حضرات ثلاثہ خلیفہ برحق جانتے ہین کبھی ہم اونکی ایسی اہانت و منقصت گوارا کر سکتے
ہین اور امیر معاویہ اور اونکے تابعین سے حضرت علی کے برا کہنے پر ہرگز ہم حسن ظن نہین

رکھتے یہ آپ لوگون کا محض بہتان و افترا ہے یہ بات ہمارے مذہب مین ہرگز ثابت
نہین اور نہ آج تک ہم نے اپنے کسی عالم سے یہ ماجرا سنا لہذا راقم آثم بندہ رب
ذو المنن سید ریاض الحسن صفی پوری نے کان اللہ لہ ولوالدیہ و احسن الیہما و
الیہ نے چاہا کہ یہ پردہ غفلت و تعامی جو ایسے امور منکرہ سے اکابر اہل سنت نے بیچاری
عامہ مسلمین کی انکھو پر ڈال رکھا ہے اور اپنے امیر معاویہ سے نشر فضایل لعد اون کے
ساتھ حسن ظن رکھنے کے واسطے ایسے امر عظیم اور گناہ جسیم کو چھپا رکھا ہے اون بیچارون
کی آنکھون سے اوٹھا دے اور اونکو طمع کاری علماء قوم کا تماشہ برای العین دکھا دے
تا بیچارے ناواقف مسلمان مثل ہمارے مخاطب عالیشان کے ہم لوگون کو بلا صدور
قصور افترا پرداز قرار دیکر نہ اکڑین بلکہ بعد دریافت حقیقت حال اور تو کیا امید ہے
یہی غنیمت ہے کہ وہ اپنے امیر معاویہ اور اونکے تابعین کی ہمارے امیر کی نسبت ایسی
زبان درازیون سے جو بنا بر اصول اہلسنت کسی کافر زندہ حسین کے حق مین بھی ہرگز
جایز نہین جیسا کہ معلوم ہوگا عبرت پکڑین بدینغرض نام اس مجلہ کا نصرۃ الحق
رکھا گیا اور ترتیب اس رسالہ مختصرہ کی یون کیگئی کہ پہلے وہ محامد و فضایل جو بعض اکابر
اہلسنت نے اپنے امیر معاویہ کے واسطے بنائے ہین بیان ہون پھر اونکا ابطال اور علی
فضایل بعض شنایع اون کے جو علمائے اہل سنت نے ظاہر کئے ہین ذکر کئے جاوین
پھر بالاختصار کچھ اصول و قواعد حضرات اہل سنت دربارہ منع و عدم جواز لعن کا بنیا
من کان حمی الشیطان کا بیان ہو اسکے بعد امیر اہلسنت اور اون کے تابعین کی بد
زبانی کا اعلان ہو پھر خاتمہ مین اونکے حسن خاتمہ کا ذکر اور جناب شاہ عبد العزیز صاحب
کا ایک فتوی اور بہ نسبت اوس فتوی کے جناب کے بعض قیود احترازی اور اون
کی عمدہ کارگزاری اور کارسازی کا بیان پھر آگے چلکر اونکی انصاف پسندی اور صاف
گوئی کا اعلان **پس** جاننا چاہئے کہ فضایل امیر معاویہ مین بزار تفحص و تجسس
تاریخ الخلفاء مین یہ دو حدیثین نکلین جنکو اس عنوان عجیب سے بیان کیا ہے قد
ورد فی فضلہ احادیث اخرج الترمذی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال

لمعاویہ اللّٰھم اجعلہ ھادیا مھدیا واخرج احمد فی مسندہ بقول اللّٰھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب انتھے علماء اہل سنت یعنی مصنف تاریخ الخلفا کی دیانت داری دیکھنا چاہیئے ابتدا تو اس دھوم دھام سے ہوئی کہ بتحقیق وارد ہوئی ہین فضیلت معاویہ مین بہت سی حدیثین جس سے سننے والا کم سمجھ کم آٹھ دس تو سمجھے اور لا کے آپ فقط دو حدیثین ایک ترمذی سے بانقطاع سلسلہ رواۃ کہ حضرت پیغمبر سے اخراج کی کہ حضرت نے معاویہ کے حق مین فرمایا کہ اے خدا اوس کو ہدایت کنندہ و ہدایت یافتہ گردان دوسری حدیث امام احمد حنبل نے اپنے مسند مین اخراج کی کہ حضرت پیغمبر صلعم فرماتے تھے کہ اے اللہ تعلیم کر معاویہ کو کتاب اور حساب اور بچا اوسکو عذاب سے اور دونون حدیثین ایسی ہین جن سے صاف آثار وضع کے نمایان ہین چنانچہ مہرہ فن حدیث اور رستا نسین کلام بلاغت نظام حضرت سید انام پر مخفی نہین بلکہ ہر شخص پر بلاحظہ عبارت مابعد خود واضح ہو جائیگا با این ہمہ بعضے حضرات نے از راہ جہل یا تجاہل اپنے امیر کے دیگر فضائل درکنار اون کی صحابیت و خلافت کا بھی دعوی کیا ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب کتاب ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین و باید دانست معاویہ بن ابی سفیان یکے از اصحاب آن حضرت بود و صاحب فضیلت جلیلہ در زمرہ صحابہ زنہار در حق او سوء ظن نہ کنی و در ورطہ سب او نافتی و مرتکب حرام نہ شوی انتہی۔ اسکا جواب مابعد مین معلوم ہوگا اور محقق فرقہ حنفیہ کمال ابن ہمام اپنی بعض تصانیف مین فرماتے ہین کہ تمامی اہل حق اتفاق دارند بر آنکہ معاویہ از ملوک است نہ از خلفا و در مشایخ ایشان اختلاف است کہ وے بعد از وفات امیر المومنین علی امام شد یا نہ بعضے گویند شد و بعضی گویند نشد و آنہا کہ گویند شد مراد ایشان آنست کہ امام شد بعد از تسلیم امام حسن امر را بوے انتہی اور صاحب صواعق محرقہ نے تو اختلاف کا جھگڑا ہی درمیان سے نکال ڈالا اور صاف کہدیا کہ وہ بعد صلح امام حسن علیہ السلام امام بصدق اور خلیفہ بہ حق ہے پس جب اس خلیفہ برحق اہل سنت نے اپنے صاحبزادہ یزید کو اپنا جانشین کیا اور بڑے شد و مد سے اور اہتمام تمام سے اوسکی بیعت اکابر اہل سنت سے لی یہانتک کہ حضرت عبد اللہ بن

عمر بھی دائرہ بیعت یزید مین داخل ہوئے تواب یزید بھی مثل اپنے پدر بزرگوار کے خلیفہ بحق حضرات اہلسنت سے ٹھہرا اور کیون نہ ٹھہرے کہ اوسکو اکابر قوم نے بہ لحاظ اسی اہتمام اور مساعی جمیلہ حضرت خلیفہ پنجم کے خلفاء اثنا عشر مین داخل کیا ہے اور راقم نے بسبب شہرت اور خوف طوالت تفصیل ان مطالب عالیہ کی اس مقام مین نہین کی فقط خلاصہ پر بفحوائے الکنایۃ ابلغ من التصریح اکتفا کیا جو چاہے کتب کلامیہ فریقین مین دیکھ لے اب ہمکو کمال تاسف اس بات کا ہے کہ حضرات اہل سنت کو ذکر فضایل اپنے امیر سے ہرچند دو ہی حدیثون سے سہی گو وہ کیسی ہی ہون جو بشاشت حاصل ہوئی اور نکے بعض شنایع اور الحاد ذم سنکر وہ تمام تور دسروران حضرات کا مبدل برنج وغم تا محسو رہو گا مگر ہم مجبور رہین کہ یہ کشتی حضرت حضر ہی کی ڈوبائی ہے اور یہ آگ اکابر اہل سنت ہی کی لگائی ہے چنانچہ جناب شیخ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین اسطرح فرماتے ہین اتفاق کردہ اند کہ ہیچ حدیث ثابت نہ شدہ در فضل معاویہ انتہی لیجئے حضرت محدث کے اس ایک ہی فقرہ نے اون دونو حدیثون کو جعلی اور موضوع ثابت کر دیا اور سارے سبط فضیلت معاویہ کو بگاڑ دیا کاش اسی پر قناعت کی ہوتی افسوس اونکے صحابیت کا جھنڈا بھی جو شاہ ولی اللہ صاحب نے بڑے عظمت شان سے گاڑ رکھا تھا اوکھاڑ ڈالا چنانچہ صاحب شمس الضحی اپنی کتاب مطبوعہ کے صفحہ ۱۲ مین یہ عبارت لکھتے ہین کہ محققین علمائے اہل سنت معاویہ اور اوس کے باپ ابوسفیان کو مؤلفۃ القلوب مسلمانون مین شامل کرتے ہین کہ یہ لوگ بعد فتح مکہ محض دباؤ سے مسلمان ہوئے تھے اسکے بعد کا فقرہ ہمنے مصلحۃً نہین لکھا پھر اوسی فقرہ کے بعد لکھتے ہین کہ محقق دہلوی نے لکھا ہے جو لوگ بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے ہین اونکو صحابی نہین کہا جاتا اسلئے محقق دہلوی نے مدارج مین لکھا ہے کہ معاویہ کی فضیلت مین کوئی حدیث وارد نہین ہو اور بحسب عقیدہ اہلسنت فضیلت ہر صحابی کی مسلم ہے اسلئے معاویہ داخل اصحاب نہین ہے انتہی پھر مؤلف اظہار الہدی نے جہان فضائل امیر معاویہ مین حضرت شاہ ولی اللہ کی دکھا دیکھی یہ کہا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نیک گمان رکھنا ہر مومن کو ضرور ہے اسلئے کہ حق صحبت نبوی صلعم قابل لحاظ ہے اسکے جواب مین صاحب شمس الضحی اسی کتاب کے صفحہ ۱۴۱ مین فرماتے ہین

ہمارے ناواقف مخاطب نے معاویہ کو اصحاب رسول مین شمار کیا ہے اور حقوق صحبت نبوی کا لحاظ نسبت اوسکے رکہنا واجب سمجھا ہے اور واقعی اہل تسنن مین سے جو لوگ علم و فضل سے بے بہرہ ہین وہ سناسنائی معاویہ کو صحابی بھی سمجھتے ہین ہمکو تعجب ہے کہ اہل مطبع نے مخاطب صاحب کے نام کے ساتھ مولوی کیون لگایا ہے آیا یہ مذاق ہے یا مخاطب صاحب کا لقب ہی یہ ہے کیونکہ آجکل جہان چوغہ پہنا اور عربون کا سا عمامہ باندھ کر داڑھی نیچی کری اور لوگوں نے مولوی صاحب کہنا شروع کیا خواہ القول شخصے گلستان کی ایک سطر بھی صحیح نہ پڑھ سکتے ہون اب ہم مخاطب صاحب کو متنبہ کرتے ہین کہ معاویہ محققین علماء اہل تسنن کے نزدیک مسلمانان بعد فتح مکہ اور مولفۃ القلوب مین داخل ہے اور ایسے لوگ داخل منافقین سمجھے جاتے ہین عربی کتابون کا تو آپ کو حوالہ دینا فضول ہے آپ بغیر ترجمہ کے سمجھ نہین سکتے اسلئے فارسی کتاب کا حوالہ دیتا ہون کہ شاید سمجھ سکو شیخ عبد الحق محدث و محقق دہلوی مدارج النبوۃ کی جلد دوم صفحہ ۲۱۲ مین معاویہ کا حال اسطرح لکھتے ہین **اما معاویہ** بن ابوسفیان کنیت کردہ می شود باابو عبد الرحمن وے و پدر وے و برادر وے از مسلمۂ فتح اند از مولفہ قلوب بعضے علماء از نواصب نے اوسکو براہ خوشامد کاتبان وحی مین لکھدیا تھا کہ صاحب جامع الاصول اور صاحب مواہب لدنیہ نے اسکی تکذیب کی بالاخر محقق دہلوی لکھتے ہین۔ گفتہ اند محدثان کہ ثابت نشدہ است در فضل معاویہ صحیح حدیثے انتہی راقم کہتا ہے کہ جب بڑے محدث اہلسنت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنے امیر کے صحابی ہونے کا دم بھرنے لگے تو بیچارے مخاطب صاحب کس گنتی مین ہین وہ کیا جانتے تھے کہ اتنا بڑا نامی گرامی عالم فرقہ اہل سنت کا ایسی بے ٹھکانے کی بات یون دھڑ سے بے سوچے سمجھے بول اوٹھیگا اوسپر طرہ یہ کہ اب بہکے تو بہکتے ہی چلے جاتے ہین اور صحابی کے ساتھ اپنے امیر کو صاحب فضیلت جلیلہ بھی بتلاتے ہین ماشاء اللہ ایک نہ شد دو شد ہمکو اسوقت بیچارے ابو عبد الرحمن نسائی کی حکایت یاد آگئی جو بدولت حق گوئی بلاے سخت مین مبتلا ہوا چنانچہ تاریخ ابن خلکان کی یہ عبارت ملاحظہ ہو جو ترجمہ نسائی مین مذکور ہے وخرج الی دمشق

فسئل عن معاویۃ وما روی من فضائلہ فقال اما یرضی ان یخرج معاویۃ راسا
براس حتی یفضل وفی روایۃ اخری ما اعرف لہ فضیلۃ الا لا اشبع اللہ بطنہ
وکان یتشیع فمازالوا یدفعون فی خصیتہ حتی اخرجوہ من المسجد انتہی یعنی جب نسائی
دمشق مین نکالے گئے تو لوگون نے امیر معاویہ کا حال اور اون کے فضایل نسائی سے پوچھے
نسائی نے کہا کیا معاویہ اس بات پر راضی نہین ہے کہ اس سر سے اوس سرے
تک تلوہ نکل جاے یعنی کچھہ ان سے مواخذہ نہ ہو اور سستے چھوٹ جائین تا اینکہ اونکے
واسطے کوی فضیلت قرار دی جائے اور دوسری روایت مین ہی کہ نسائی نے
یہ جواب دیا کہ ہم کوی فضیلت نہین پہچانتے مگر یہ کہ حضرت پیغمبر نے اون سے فرمایا کہ
خدا تیرے پیٹ کو کبھی نہ بھرے اس راست گوئی پر یہ آفت آئی کہ آپلوگون نے اوس
بیچارہ کو تشیع کی تہمت لگائی خصیے کوفتہ کئے گئے مسجد سے بھی نکالدے گئے جب اتنے
بڑے عالم جلیل القدر کی جنکی صحیح آجتک صحاح ستہ اہلسنت مین داخل کیگئی ہے یہ گت
بنائی گئی ہے تو شاہ ولی اللہ صاحب کلمہ حق کہکر کہان رہتے ظاہرا اسی مصلحت سے
بخوف جان اس بزرگ نے تقیہ کیا مگر جناب شیخ عبد الحق صاحب دہلوی نے بڑا کار نمایان
کیا کہ جس جس نے فضایل امیر معاویہ مین ملمع کاری کی تھی اون سب کی قلعی کہولدی
خدا اونکو جزاے خیر دے عجب حیرت کا مقام ہی کہ بعض متعصبین اہلسنت نشر و ایجاد
فضایل امیر معاویہ مین اسقدر منہمک ہین کہ مطلقا اونکو خیال اسبات کا باقی نہین رہا
کہ جس شخص کے نسبت حضرات اہل سنت خلفاء و سلف بہت کچھہ الزام اور برائیان
برابر ثابت کرتے آئے ہین اوسکے فضایل کو منصف لوگ کیا سمجہین گے اور اوس فضایل
بیان کرنے والے کے حق مین کیا کہین گے ہان ہمکو اگر اس دعوی مین اہل غرض
سمجہتے ہون تو بسم اللہ کچھہ حالات مختصر طور پر اپنے امیر کے سنین علامہ سیوطی کتاب اوایل
مین اولیات امیر معاویہ مین فرماتے ہین ان معاویۃ اول من رکب بین الصفا
والمروۃ اول من ظہر شرب النبیذ والغناء اول من اکل الطین
والابلمۃ وکان علی منبر رسول اللہ صلعم یاخذ البیعۃ لیزید فاخرجت

عائشہ راسہا من الحجرۃ وقالت صہ صہ ھل استدعی الشیوخ لابنیہم البیعۃ
قال لا قالت فبمن تقتدی انت فخجل ونزل المنبر وبنی لہ حفرۃ فوقعت فیہا وماتت انتہی
یعنی معلوم ہوا یہ پہلا وہ شخص ہے جو مابین کوہ صفا و مروہ کے سوار ہوا اور پہلا وہ شخص ہے جسنے شراب
نبیذ کا پیا اور گانا بجانا جائز کیا اور پہلا وہ شخص ہے جسنے مٹی کھائی اور اوسکا کھانا مباح کر دیا اور منبر
رسول خدا پر بیعت یزید لیتا تھا کہ حضرت عائشہ نے اپنا سر حجرہ سے نکالا اور کہا چپ رہ آیا شیوخ [illegible] انہ
نے بھی اپنے لڑکوں کے واسطے استدعا بیعت کی تھی معاویہ نے کہا نہیں عائشہ نے کہا پھر تو کس کی
پیروی کرتا ہے امیر معاویہ شرمندہ ہوکر منبر سے اوتر آیا اور حضرت عائشہ کیواسطے ایک گڑھا کھودوایا کہ
وہ اوس مین گرکر مر گئین انتہی اور شمس الضحی کے صفحہ ۱۴۲ کی یہ عبارت ملاحظہ ہو کہ معاویہ نے
بہت سی بدعتین اسلام مین جاری کی ہین جنکو علی العموم سنی لوگ سنت خلیفہ پر قائم کرتے
ہین چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہین وسیوطی را رسالہ ایست مسمی باوایل ذکر
کردہ است دروے اشیا کہ احداث کرد معاویہ آنہارا ونکردہ بودند خلفا پیش از وے
انتہی ظاہرا انہین احداث کیوجہ سے ہمارے امیر امیر اہل سنت کو مضلین مین شمار
کرتے تھے اب جو اونکے حضرت اور رضی اللہ عنہ کہنے والے اور تعظیم کرنے والے ہین وہ
شرمائین اور شمس الضحی کے اسی صفحہ کے آخر مین یہ عبارت ملاحظہ فرمائین کسی عالم محقق۔
اہل سنت نے معاویہ کو حضرت یا رضی اللہ عنہ نہین لکھا مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین کسی جگہ
تعظیم معاویہ درج نہین ہمارے مخاطب بوجہ تعلق ذوالثدیہ اور عبدالوہاب کے اوسکی
تعظیم کرتے ہین اونکے مذہب مین رسول اللہ ص سے عداوت اور ابوسفیان و معاویہ
سے محبت فرض ہے حضرت مرتضی علی علیہ السلام کا قول نسبت معاویہ کے محقق دہلوی
نے یہ لکھا ہے اگر مقرر داریم بر معاویہ انچہ در دست اوست باشم مصداق انچہ
گفتہ است حق تعالے وما کنت متخذ المضلین عضدا چاہیئے کہ متعصبین اہل سنت
اور ہوا خواہان امیر معاویہ ہمارے امیر کے اس ارشاد پر سرکہ بجبین اور ترش رو
نہ ہون اسلیئے کہ جناب رسول خدا ص نے بمراتب اس سے بڑھ کر سخت کلمہ امیر معاویہ اور
اونکے والد بزرگوار ابوسفیان اور اون کے بھائی یزید کے حق مین فرمایا ہے

اگر مصنفین اہلسنت خود اسکی تصریح نہ کرتے تو ہمکو کبھی بحضور اہلسنت اسکے ذکر کرنیکا موقع نہ ملتا مگر ہم نہایت شکرگزار ہین اون حضرات اکابر اہل سنت کے جنہون نے اوسکے ذکر کا ہمکو پورا موقع دیا سنئے ابن ابی الحدید اور بیہقی اپنے اسفار اور علامہ جار اللہ زمخشری ربیع الابرار مین فرماتے ہین رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا سفیان مقبلا علی حمار ومعاویۃ یقودہ ویزید یسوقہ فقال لعن اللہ الراکب والقاید والسائق انتہی اسکے ترجمہ مین ہم شمس الضحیٰ کی یہ عبارت لکھتے ہین جناب سرور کائنات صلعم نے اسکے باپ ابوسفیان پر اور خود اسپر اور یزید پر لعنت کی ہے اسطرح کہ ابوسفیان گدہے پر سوار تھا اور معاویہ لگام پکڑے ہوئے تھا اور یزید ہانکتا تھا کہ فرمایا آپ نے لعن اللہ الراکب والقاید والسابق یعنے خدا لعنت کرے اوس سوار پر اور لگام پکڑنے والے پر اور ہانکنے والے پر اسلیے جو کوئی معاویہ کی نسبت نیک گمان کرے وہ رسول خدا کی نسبت گمان بد رکھتا ہے اور دایرہ اسلام سے خارج ہے انتہی اب اس مقام پر مین ایک حسرت خیز بلکہ عبرت انگیز بات یاد دلاتا ہون کہ جسطرح شاہ ولی اللہ صاحب نے بیچارے عام مسلمانون کے دہوکا دینے کو اپنے امیر کا صحابی ہونا بلکہ زمرہ صحابہ مین کہ جنمین حضرات شیخین ذو النورین بھی آگئے اونکا صاحب فضیلت جلیلہ ہونا ظاہر کیا ہے اور اونکے حق مین سوء ظن اور سب کرنیکی ممانعت کی ہے اور حرام فرمایا ہے اگر حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین ہوتے اور آپکا کلام مورد وحی والہام یعنی لعن اللہ الراکب والقاید والسایق سنتے تو کیا حضرت سے بھی دوبدو اسی لب ولہجہ مین گفتگو کرتے کہ معاذ اللہ زنہار درحق او سوء ظن نہ کنی و پناہ بخدا در ورطہ سب او نافتی نقل کفر کفر نباشد مرتکب حرام نشوی یہ بہت سخت اور عظیم کلمہ ہے جو اونکی زبان سے نکلا اور اپنے امیر کے جوش محبت اور حمایت مین کچھ اونکو پاس ولحاظ حضرت پیغمبر صلعم باقی نہ رہا افسوس ہم انکو کیا کہسکتے ہین انکے اکابر نے تو اسپر بھی حاشیہ بڑہایا اور وہ بے اعتدالیان کی کہ بجز منتقم حقیقی کے اور کون اونکی جزا دے سکتا ہے حضور صاان کے ابر نے لو قیامت

بیباکی اور عجیب حیلہ رذیلہ سے اس کلمہ لعن اللہ الخ کا عوض حضرت پیغمبر سے لیا
نعوذ باللہ من شرور انفسہم و سیئات اعمالہم پہلے بے اعتدالیان اکابر اہل
سنت کی سنئے کہ مسئلہ لعن مین اپنے مقبولین کی حفظ و حمایت کی غرض سے وہ اصول
و قواعد قرار دئے ہین کہ جن سے معاذ اللہ پیغمبر تک بھی نہ بچ سکین اور ونکا کیا ذکر
اور خدا جانتا ہے کہ مین یہ کلمہ ہرگز نفسانیت اور تعصب سے نہین کہتا بلکہ بیان واقعی
ہے چنانچہ ہر عاقل منصف جسکو کچھ بھی حمیت اسلام ہوگی وہ یہ اصول دیکھکر خود سمجھ لیگا
اور مین بھی بطور یاد دہی کچھ تنبیہ مقامات مناسب پر کرتا رہونگا **اور وہ اصول**
و قواعد یہ ہین امام حجۃ الاسلام اہل سنت محمد غزالی فرماتے ہین لا یجوز لعن
المسلم اصلا و من لعن المسلم فہو الملعون و قد قال رسول اللہ المسلم لیس
بلعان و کیف یجوز لعن المسلم و لا یجوز لعن البہائم و قد ورد النہی عن ذلک
و حرمۃ المسلم اعظم من حرمۃ الکعبۃ بنص النبی انتہی یعنے لعن مسلمان ہرگز جایز
نہین اور جو مسلمان پر لعنت کرے وہ خود ملعون ہے اور رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ
مسلم لعن کنندہ نہین ہے اور کیونکر جائز ہو لعن مسلم پر حالانکہ بہایم پر لعن جائز نہین
اور وارد ہوئی ہے نہی اوس سے اور بنص پیغمبر حرمت مسلمانوں کی عظیم تر ہے حرمت کعبہ
سے انتہی ہرگاہ اہل سنت اپنے امیر کی نسبت ادعاء صحابیت بلکہ خلافت رکھتے ہین
تو بیچ مسلمان ہونا ونکا تو ادنی مرتبہ ہے اسمین تو کسی سنی حتے کہ شاہ عبد الحق کو بھی جو
منکر اون کے فضایل اور خلافت کے ہین کلام نہین اور اسمین بھی شبہ نہین کہ حضرت
پیغمبر نے سب امیر معاویہ کی تو اب وہ لوگ جو آن حضرت صلعم کو مخبر صادق اور پیغمبر
برحق جانتے ہین اور آپکی نبوت اور رسالت کا بدل اذعان و اعتقاد رکھتے ہین وہ
سمجھین اور خوب غور کرین کہ اس قاعدہ منحوسہ امام غزالی یعنے لعن المسلم فہو الملعون
کا بطور قضیہ کلیہ کے کیا نتیجہ نکلتا ہے لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الہی تیرا ہزار شکر کہ
تو نے ہمکو ایسے اصول باطلہ سے جو خواہی نخواہی جہنم مین لیجانیوالے ہین بچایا اور محفوظ رکھا اب دوسری
تقریر امام اہلسنت کی جو اس پہلی تقریر سے بھی بڑھکر بے نظیر ہے سنئے قال لا یجوز لعن احد من

من المسلمین ومن لعنہ کان فاسقاً عاصیاً للہ عزوجل ولو جاز لعنہ فسکت لم
یکن عاصیاً بالاجماع یعنی نہین جائز ہے لعن کسی کی جو مسلمانون سے مرگیا ہو اور جو اوسکو
لعنت کرے وہ فاسق اور خدای عزوجل کا گنہگار ہے خیر یہان تک تو ہم لوگون پر توجہ وعنایت ہے اب
اسپر ترقی دیکھیے کہ وہ بے قال وقیل عین تنزل امام اہلسنت کی دلیل ہے فرماتے ہین کہ اگر جائز
ہو لعن اوسکی پس ساکت رہے یعنی باوجود جواز کے اوسپر لعن نہ کرے تو وہ بالاجماع گنہگار نہوگا
آپکے امام مردہ مسلمانون کے واسطے کیا قاعدہ بنا رہے ہین ہمارے پیغمبر نے تو زندہ مسلمانونکو زیر بار لعن
کیا ایک باپ بیٹے کا ماجرا تو گذرا دوسرا باپ بیٹا حکم اور مروان ہے جنکا حال کتب اہلسنت میں
قابل ملاحظہ ہے ہم کہان تک ایسی جزئیات کی تفصیل کرین خلاصہ یہ کہ پیغمبر صلعم نے جائز اللعن
پہ برابر لعن کی سکوت نہین کیا اب دیکھین کس بات پہ اجماع ہو دوسری ترقی امام اہلسنت
کی یہ ہے بل لو لم یلعن ابلیس طول عمرہ لا یقال لہ فی القیمۃ لم لم تلعن ابلیس و
یقال للاعن لم لعنت ومن این عرفت انہ ملعون والملعون ہو المبعد
من اللہ تعالیٰ ولذلک لا یعرف الا فیمن مات کافراً انتہی بلکہ اگر نہ لعن کرے شیطان
اپنی عمر بہر تو نہ کہا جائیگا اوس سے قیامت مین کہ کیون تو نے ابلیس کو لعن نکی اور
کہا جائیگا لاعن سے کہ کیون تو نے اوسپر لعنت کی اور کہان سے جانا تو نے کہ وہ ملعون ہے اور
ملعون وہ ہے جو دور ہو رحمت خدا تعالیٰ سے اور اسیوجہ سے یہ بعد اور دوری رحمت سے
نہین پہچانی جاتی مگر اوسی شخص مین جو کافر ہوا انتہی ہم نہین جانتے کہ شیطان کسقدر امام
اہلسنت سے راضی اور خوش ہوگا کہ اوسکو حضرت امام نے بالخصوص لعن منصوص سے معافی
کا پروانہ دیدیا اور اپنے ماموین کو شیطان کی لعنت نہ کرنے پر تمام عمر کی سند بھی عطا فرمائی
خیر یہ تو اونکے اور خدا کے درمیان کا معاملہ ہے ہمکو اسمین دخل ہی کیا ہے لیکن یقال للاعن
لم لعنت ومن این عرفت انہ ملعون کے مطلب سمجھنے کے ہم بہت مشتاق ہین اول تو یہ
معلوم ہو کہ لاعن ابلیس سے یہ کہنے والا کون ہے کہ کیون تو نے اوسپر لعنت کی اور کہان سے
جانا تو نے کہ وہ ملعون ہے اور ثانیاً فقط حضرت امام ہی کو الہام ہوا یا کسی آیہ وحدیث سے اس
مضمون غرابت مشحون کو استنباط کیا ہے بہرحال اگر بروز جزا خدا تعالیٰ ہمسے یہ سوال کریگا

تو ہم نہایت ادب سے عرض کرینگے کہ خداوندا تونے اپنے سچے اور برحق کلام مین اوس مردود سے
خطاب کرکے ان علیک لعنتی الی یوم الدین فرمایا ہے اسی سبب سے ہمنے جانا کہ وہ ملعون ہے
اور ملعون پر لعنت کرنیکی ممانعت نہ ہمنے تیرے کلام برحق مین دیکھی نہ تیرے رسول مقبول سے سنی لہذا
ہمنے بھی اوسپر لعنت کی پس اگر امام اہلسنت تیرے کلام بلاغت نظام اور احادیث رسول آنام کو
نہ دیکھین یا دیکھ بھالکر اپنی کسی غرض فاسد سے ٹالدین اور بنائین تو ہم مجبور ہین تو جان اور وہ
جانین یہانتک تو افادات عجیبہ امام غزالی کا بیان تھا مگر دیگر اکابر اہلسنت نے جب یہ دیکھا کہ انکار
مطلق لعن صریح تکذیب آیات قرآنی و احادیث رسول یزدانی ہے ایک اور قاعدہ ایجاد کیا اور
ضابطہ دوسرا یہ قرار دیا کہ لعن بطور مفہوم کلی یعنی لعن اللہ شارب الخمر مثلاً جائز ہے اور بخصوص
اسمہ و شخصہ جائز نہین جبتک موت کسیکی کفر پر معلوم نہو چنانچہ صاحب صواعق محرقہ نے اپنے
ائمہ و اساطین دین سے نقل کیا ہے لا یجوز ان یلعن شخص بخصوصہ الا ان علم موتہ
علی الکفر کابی جہل و ابی لہب و اما من لم یعلم فیہ ذلک فلا یجوز لعنہ حتی ان
کافر الحی المعین لا یجوز لعنہ انتہی یعنی نہین جائز ہے یہ کہ کوئی شخص خاص کرکے لعنت کیا
جائے مگر یہ کہ معلوم ہو موت اوسکی کفر پر مثل ابوجہل اور ابولہب کے اور لیکن جسمین یہ بات نجانی
جائے یعنی موت اوسکی کفر پر معلوم نہو پس نہین جائز ہے لعن اوسکی تا اینکہ کافر زندہ معین اور
معہود کی بھی لعن جائز نہین انتہی یہ لوگ جسقدر اہتمام اپنے مقبولین کی حفظ و حمایت مین
کرتے اوسیقدر آفت و بلا اور بڑھتی جاتی ہے اور رسن کی گانٹھہ مین اور بل پڑ جاتا ہے
جب کافر حی معین پر بھی لعنت جائز نہین تو کافر سے بڑھکر اور کون درجہ ہے جسمین ہم ان
تینون کو سمجھین حضور رسول اللہ صلعم نے حالت حی معین ہونے مین لعنت کی یا یہ کہین کہ معاذ اللہ
رسول اللہ سے یہ چوک ہوئی کہ وہ خلاف قاعدہ مقررہ اہلسنت ایسا کلمہ کہہ بیٹھے قصہ مختصر
یہان تک تو اکابر قوم اشارات و کنایات مین اپنا مطلب ادا کرتے آئے لیکن اب جناب
قاضی عیاض کو ضبط نرہا وہ کھل پڑے اور صاف صاف کہا کہ سب الصحابۃ و تنقیصہم
حرام ملعون فاعلہ کما فی رسالۃ القام الحجر للسیوطی یعنی سب صحابہ اور تنقیص اونکی
حرام ہے فاعل اوسکا ملعون ہے ہرچند یہ بات ظاہر ہے کہ قاضی صاحب یہ جوش و خروش

اور غیظ و غضب بیچارے شیعون پر ہے لیکن استغفر اللہ شیعہ ہرگز جو صحابہ مقبول رسول ہین اونکی نسبت بجز بزرگداشت و تعظیم کوئی کلمہ خلاف شان اونکے نہین کہتے اور جن دشمنان و موذیان اہلبیت کو کہتے ہین اونکو صحابہ رسول سے کیا نسبت اونکو ہم کیا منصفین اہلسنت بھی اچھا نہین جانتے چنانچہ علامہ تفتازانی ایسے ہی صاحبون کی حق مین شہادت دے رہے ہین کہ ان بعضہم قد حاد عن طریق الحق وبلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث علیہ الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملک والریاسۃ والمیل الی اللذات والشہوات الخ یعنی بعض اون مین سے گذر گئے طریق حق سے اور پہونچگئے حد ظلم و فسق تک اور تھا باعث اسکا کینہ و عناد اور حسد و لداد اور طلب ملک و ریاست اور میل و رغبت بسوئے لذات و شہوات کے پس ایسے ظلمہ و فسقہ لذت دوست شہوت پرست حاسد و کینہ ور طالب ملک و ریاست لائق سیاست کو اہلسنت صحابہ جانین تو جانین شیعہ کبھی نہین جانتے اس بات کو قاضی صاحب نہ سمجھے جبھی ایک لفظ مجمل صحابہ کہنے پر بنا بر عادت خود راضی ہوگئے لیکن اونکے امام مالک اس تہ کو پہونچ گئے اور صحابہ کو اونہین چند افراد مین حصر کردیا جنسے شیعہ برسر حساب ہین تاکہ شیعونپر اوار حل جا چنانچہ صاحب صواعق محرقہ ناقل ہین قال مالک من شتم احدا من اصحاب النبی ابابکر وعمر وعثمان ومعاویہ وعمر بن العاص او قال کانوا علی ضلال او کفر قتل یعنی امام مالک نے کہا ہے کہ جو شخص سب و شتم کرے یعنی برا کہے ایک کو بھی اصحاب پیغمبر سے کہ وہ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور معاویہ اور اونکے وزیر خاص عمرو بن العاص ہین یا کہے کہ یہ لوگ گمراہ یا کافر تھے وہ قتل کیا جائے انتہی لیکن شیعہ چونکہ پیغمبر اور اہلبیت پیغمبر کے ظل حمایت مین ہین امام اہلسنت یہ تو سوچے ہوتے کہ شیعونپر جسکا ہاتھ اوٹھیگا وہ بیشک پہلے پیغمبر اور آل پیغمبر پر اوٹھیگا کیونکہ شیعہ قولاً و فعلاً انہین دونوکے تابع ہین اور حضرت پیغمبر نے انہین صحابہ کے نسبت جنکو امام مالک نے ذکر کیا ہے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اہلسنت خود اپنی کتب معتبرہ مین ملاحظہ کرین خصوصاً شاہ عبد الحق دہلوی نے اونکے امیر معاویہ کے حق مین جو کچھ ارشاد کیا ہے شمہ اوس سے قبل اسکے مذکور ہوا اب باقی ماندہ صحابہ مذکورین کا کچھ حال بالاختصار

سنئیے یہی محقق دہلوی مدارج النبوۃ مین فرماتے ہین حکم عالی چنان صادر شد کہ اعیان مہاجر و انصار مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذوالنورین وسعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہم الا علی مرتضی کہ ہمراہ نگردد دران لشکر ہمراہ اسامہ باشند انتہی بعد اس تاکید کے بعض حضرات کو سرداری اسامہ سخت ناگوار ہوئی حضرت کو یہ خبر معلوم ہوئی وہ کلمات ارشاد فرمائے جنکا ترجمہ صاحب روضۃ الاحباب نے اس طرح کیا ہے و فرمود کہ ہر کہ تخلف ورزد از امارت وے وسر از قلادہ وے بپیچد ہمانا کہ مخالفت خدا و رسول وے نمودہ باشد و ہر کہ مخالفت نماید خدا و رسول را کافرست اے گروہ مہاجر و انصار ہر کرا من امیر گردانم بر شما اگر غلام حبشی بود باید کہ در تعظیم و تکریم و احترام وے کوشید و در ہمہ امور با وے مرافقت و موافقت نماید و تخلف نورزید تا مجرم و گنہگار نباشید انتہی الغرض بعد اس تاکید شدید کے یہ سب صاحب لوگ لشکر اسامہ سے پھر آئے اور صریحی تخلف کیا جناب حضرات شیخین و ذوالنورین کا تخلف کملائے اہلسنت مثل ابن اثیر و طبری و ابوبکر جوہری و واقدی و بلاذری وغیرہ نے اپنی مصنفات مین بشرح و بسط ذکر کیا ہے اور اس تخلف کا نتیجہ کتاب ملل و نحل علامہ شہرستانی مین حضرت پیغمبر کی زبانی جہزوا جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنہ ہے اب دیکھئے امام مالک حضرت پیغمبر کے نسبت کیا رائے دیتے ہین جنہون نے اونکے چنے ہوئے صحابہ کو حسب تصریح صاحب ملل و نحل سب و شتم بہی کی اور بموجب روایت روضۃ الاحباب کافر بہی کہا اگر اب اونکا وجود ہی دنیا مین نہین عالم برزخ مین جو باز پرس ہوئی ہوگی وہ ہمکو کیا معلوم ہان اب اونکے معتقدین جواب اونکے کلام کی اصلاح و ترمیم کرین تو شاید اونکی روح بہی خوش ہو باقی امام مالک نے اپنے امیر معاویہ کے حفظ و صیانت کے واسطے جو صنعت اور ہوشیاری اسی کلام مین کی ہے وہ انشاء اللہ اپنے موقع پر ظاہر ہوگی المختصر اب مین اہلسنت اور اونکے تابعین کی زبان درازی اور سخت گوئی جو بنسبت حضرت امیر المومنین و دیگر اہل بیت علیہم السلام کے تا مدتہائے دراز کرتے رہے ہین اوہین کی کتب معتبرہ اور تواریخ معتمدہ سے نقل کرتا ہون اور اگرچہ بنا بر مثل مشہور نقل کفر کفر نباشد لیکن بخدا کہ مجھے ان بدعات شنیعہ اور ہفوات قطعیہ پر نظر ڈالنا بہی اپنی جان

دیدینے سے زیادہ ترنا گوار ہے خصوصاً بحق امیرالمومنین کہ مین ہر حرف کو نشتر رگ جان اور کارد باستخوان سمجھتا ہون مگر محض اس عمدہ غرض سے کہ ہمارے برادران اسلامی حضرات اہلسنت بھی حنفی ہون یا شافعی مالکی ہون یا حنبلی مقلد ہون یا غیر مقلد جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب کو خلیفہ اور خویش رسول زوج بتول داخل اہلبیت کرام واجب التعظیم والاحترام جانتے ہین لہذا مین ان بھائیون کے حضور مین یہ اسناد مظالم پیش کرکے استغاثہ کرتا ہون کہ خدا کو حاضر و ناظر سمجھکر کمال نصفت و عدالت سے وہ میری داد دین اور بیچارے ناواقف مسلمانون کو اس ظلم شدید سے جو پدر بزرگوار یزید سے جناب خلیفہ چہارم پر گذرا ہے بخوبی آگاہ کرین اور اونکو پاس داری ظلمہ سے روکین اور راہ راست لگادین جو لوگ کہ تعصب کی نیند مین غافل سو رہے ہین اور شراب حمیت جاہلیت سے مست و لایعقل ہو رہے ہین اونکو اس خواب غفلت سے ہشیار کرین اور جگادین اپنے غم و غصہ کو روک کر جس طرح ہمارے حضرات معصومین مظلومین نے یہ کلمات ناشائستہ سنے اور صبر و تحمل کیا اوسی صبر و تحمل سے مین اونکو دیکھتا ہون اور لکھتا ہون علامہ ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغہ نے شرح مذکور مین بیان کیا ہے ہمارے شیخ اور اوستاد ابو عثمان جاحظ فرماتے تھے کہ امیر معاویہ آخر خطبہ جمعہ مین کہا کرتے تھے اللھم ان فلانا الحد فی دینک وصد عن سبیلک فالعنہ لعنا وبیلا وعذبہ عذابا الیما انتھی اصل روایت مین تو اللھم کے بعد وہ نام مقدس مذکور تھا جو اسم اعظم حضرت رسول مکرم کے ساتھ عرش و کرسی پر لکھا ہے اور جس نور الہی کی روشنی سے عرش تا فرش روشن ہو رہا ہے اور وہ ذو جہتین عالی جناب باعتبار ملاء اعلی علی اور باعتبار جہۂ غبرا ابو تراب ہے مین نے ان کے بعد اوس نام نامی کی جگہ لفظ فلانا سے تعبیر کیا فلان بزرگ نے تیرے دین مین نعوذ باللہ الحاد کیا اور تیری راہ سے باز رکھا اور پھیرا تو اوسپر لعنت کر بہت سخت اور شدید لعنت اور اوسکو عذاب کر بہت دردناک عذاب سے انتھی منتخب اللغات مین الحاد کے معنی جو اس جگہ مقصود قائل ہین شرک نمودن و از دین حق برگشتن لکھے ہین اب حضرات اہلسنت حضرت علی کو دیکھین اور اس نسبت الحاد یعنی مذکور کو اونکی طرف

ملاحظہ کرین اوراس لعن وعذاب کوپیش نہاد خاطر رکھین اوراس بات کوبھی خوب سوچین
کہ باین کلمات وقت دعا ومناجات خطبہ جمعہ مین کون شخص کس کی نسبت کس چیز کی کس نسبے
استدعا کررہاہے اوریہی درخواست ہم لوگونکی ہرروایت کے بعدجو آیندہ لکھی جائیگی ان
حضرات سے ہے اورکتاب مستطرف مین یہ ایک مختصرفقرہ بھی دیکھناچاہیے لما قدم معاویہ
المدینۃ صعدالمنبروقال من علیٰ یعنی جب معاویہ مدینہ مین آئے تومنبرپرچڑھے اور علیٰ کو
بُراکہا خداوندا ایک زمانہ ایسابھی سخت گذرگیاکہ مدینہ منورہ مین مسجدنبوی کے اندرمنبررسول پر
تیرے ولی کی نسبت ایساکچھ کہاگیا صحیح مسلم مین عامربن سعدبن ابی وقاص سے مروی ہے
امرمعاویہ بن ابوسفیان سعدا فقال مامنعک ان تسب ابا تراب فقال
اما ذکرت ثلاثا قالھن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلن اسبہ لان یکون لی
واحدۃ منھن احب الیّ من حمرالنعم یعنی معاویہ بن ابوسفیان نے سعدسے کہاکہ کون
چیز تجھکومانع ہے سب ابوتراب کرنے سے سعدنے کہاکہ جب مین اون تین چیزونکو یادکرتاہون
کہ جو حضرت پیغمبر نے حضرت علیؑ کے حق مین کہی ہین وہی اونکے براکہنے سے مجھکو مانع ہوتی ہین
اوراگرایک فضیلت بھی اون تین فضیلتون سے میرے واسطے ہوتی تو وہ میرے نزدیک
ناقہ ہاے سرخ موسے بھی محبوب ترتھی اسیطرح سنن ابن ماجہ مین یہ روایت مذکورہے ثنا
علی بن ثنا ابومعاویہ ثنا موسی ابن اسلم عن ابی سابط وعبدالرحمن عن
سعدبن ابی وقاص قال قدم معاویہ فی بعض حجاتہ فدخل علیہ سعد فذکر
علیاً فنال منہ فغضب سعد وقال تقول ھذا لرجل سمعت رسول اللہ
یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ وسمعتہ یقول انت منی بمنزلۃ ھارون
من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی وسمعتہ یقول لاعطین الرایۃ الیوم رجلا
یحب اللہ ورسولہ انتہی خلاصہ اسکا بعدحذف اسانید یہ ہے کہ معاویہ اپنے بعض
حجون مین مدینہ مین آئے اورسعد اونکے پاس گئے اوس صحبت مین لوگون نے حضرت
علیؑ کاذکر کیا معاویہ نے حضرت علیؑ کو براکہا سعد غضبناک ہوے اورکہاتم اوس مردیعنی
علیؑ کو بُراکہہ رہے ہومین نے حضرت پیغمبر صلعم سے سناہے کہ فرماتے تھے مین جسکا مولاہون علیؑ

بھی اوسکے مولا ہین اور مین نے سنا ہے کہ فرماتے تھے تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے
مگر یہ کہ بعد میرے کوئی نبی نہوگا اور مین نے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ آج مین رایت لشکر ایسے
شخص کو دونگا جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے۔ انتہی اور ابن عبد ربہ نے کتاب العقد
مین لکھا ہے کہ ایک مرتبہ معاویہ نے مدینہ مین چاہا کہ منبر رسول پر علیؑ کو برا کہے لوگون نے اپنے
امیر سے کہا کہ یہان سعد بن ابی وقاص موجود ہین اور وہ اس امر سے شاید راضی نہون
بہتر ہے اون سے پوچھا جائے چنانچہ پوچھا گیا مگر وہ راضی نہوے اور تفصیل اسکی انشا اللہ
بعد اسکے کیجائیگی اور تاریخ ابو الفدا کی جلد اول صفحہ ۱۹۶ مین ہے کان معاویہ وعماله
یدعون لعثمان فی خطبة یوم الجمعة ویسبّون علیا ولما کان المغیرة متولی
الکوفة کان یفعل ذلک طاعة لمعاویہ یعنی معاویہ اور اونکے عمال بداعمال خطبہ
روز جمعہ مین حضرت عثمان کے واسطے دعا خیر کرتے تھے اور حضرت علیؑ کو برا کہتے تھے اور جب میان مغیرہ امیر معاویہ کی
طرف سے والی کوفہ ہوے تو وہ بھی بنابر اطاعت و فرمان برداری امیر معاویہ یہی کیا کرتے تھے
اور ابو الحسن علی بن محمد یوسف مدائنی نے کتاب احداث مین روایت کی ہے کتب معاویہ
نسخة واحدة الی عماله بعد عام الجماعة ان برئت الذمة ممن روی شیئًا من
فضل ابی تراب واهل بیته فقامت الخطباء فی کل کورة وعلی کل منبر یلعنون
علیا ویبرؤن منه ویقعون فیه وفی اهلبیته انتہی یعنی معاویہ نے ایک نسخہ
اپنے عمال کو بعد سال جماعت کے لکھا کہ جو شخص کوئی فضیلت ابو تراب یا اونکے اہلبیت کی
روایت کرے وہ ذمہ داری سے باہر ہے یعنی جو چاہے اوسکو مار ڈالے کچھ پرسش نہین پھر تو
خطیبون بدنصیبون کا دریا کہل گیا اور ہر گلی و کوچہ مین اور ہر ایک منبر پر حضرت علیؑ کو برا کہتے
تھے اور حضرت امیر اور اونکے اہلبیت کے درپے ہوگئے تھے اللہ اکبر اب تو امیر اہلسنت نے
حضرت امیر المومنین اور اونکے اہلبیت پر دھاوا کروادیا خدا کا گھر رسول کا منبر ایک طرف
مدینہ کی ہر گلی و کوچہ مین سب علیؑ کی دھوم مچادی روح حضرت پیغمبر یہ صدا ہاے منکر سنکر
ہم نہین کہہ سکتے کہ کس حال مین ہوگی اور امیر معاویہ کی اس عداوت کو آنحضرت کس

حد تک تصور فرماتے ہونگے اسلئے کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ کیسی ہی عداوت کیون نہو
لیکن تا بقار دشمن البتہ باقی رہتی ہے اور جب صاحب معاملہ ہی نرہا تو پھر عداوت کیسی لیکن
امیر معاویہ کی عداوت کو حضرت امیرؑ کے بعد کیسا خود اونکے بعد بھی ایک ذرہ زوال نہوا
اور اس عداوت اور اپنی خاص سنت کو وہ اپنا یادگار چھوڑ کر دنیا سے گئے اور اونکے مرنیکے
بعد بھی ثواب بے حساب اونکی سنت کا ہدیہ روح پر فتوح ہوتا رہا چنانچہ ابن ابی الحدید
نے اپنے اوستاد جاحظ سے روایت کی ہے کہ جب سب امیر المومنینؑ کرتے ہوے معاویہ
اور تابعین معاویہ کو ایک زمانہ دراز گذرا تو گروہ بنی امیہ نے اپنے امیر معاویہ سے کہا کہ اے
امیر جو آپکی آرزو تھی پوری ہوئی اور بخوبی اپنی مراد کو پہونچے اب اس مرد یعنی علیؑ کو برا
کہنے سے معذور رکھو تو بہتر ہے امیر معاویہ نے عجب جواب دیا کہ لا واللہ حتی یربوا علیہ
الصغیر ویھرم علیہ الکبیر ولا یذکر لہ ذاکر اصلا یعنی قسم خدا کی مین اسکو نہ موقوف
کرونگا یہانتک کہ بچے اسی پر تربیت پا کر جوان اور جوان اسی پر پیر فانی ہوجائین اور
علیؑ کے فضل و بزرگی کا کوئی ذکر کرنیوالا بلکہ اونکا کوئی نام لینے والا نرہے انتہی اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کو دعوی بادشاہی نہین بلکہ پناہ بخدا دعوی خدائی تھا جبھی
اسکی فرمایش ہر ایک سے بحکم لیجاتی تھی چنانچہ کتاب لطائف الطوائف مین جو کتب
معتبرہ اہلسنت سے ہے وغیرہ دیگر کتب تواریخ مین مسطور ہے کہ جب عقیل بھائی حضرت
امیر المومنینؑ کے امیر معاویہ کے پاس گئے تو بعد استمالت چند روزہ معاویہ نے عقیل سے
بھی یہی درخواست کی کہ وہ بھی حسب عادت امیر شام اور اونکے تابعین کے منبر پر چڑھ کر
حضرت علیؑ کو برا کہین تا کہ حقیت امیر معاویہ اور عدم استحقاق حضرت علیؑ لوگون پر علی الخصوص
عوام الناس کالانعام پر بخوبی واضح ہوجائے کیونکہ جب اونکے خاص بھائی اونکی نسبت وہی کلمہ
زبان سے نکالینگے جو اونکے دشمن کہتے ہین تو لوگون کو کیونکر دشمنون کی حقیت اور اونکی زبان
درازی کے بیجا نہونیکا اور حضرت علیؑ کی عدم حقیت کا یقین نہوگا حضرت عقیل پہلے
تو راضی نہوے جب مبالغہ و اصرار امیر معاویہ بتقاضائے سخت ہوا تو بمجبوری منبر پر گئے
اور بکمال فصاحت اور بلاغت سے یہ کلمات طیبات ارشاد فرمائے ایھا الناس انّ

معاویۃ امرنی ان العن علی بن ابیطالب فالعنوہ لعنہ اللہ تعہ اے حاضرین جلسہ معاویہ مجھکو حکم کرتا ہے کہ مین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو برا کہون پس تم سب اوسپر لعنت بھیجو خدا اوسپر لعنت بھیجے تب عمرو عاص نے امیر معاویہ کے کان مین جھک کے کہا کہ تمنے سنا اور سمجھے کہ عقیل نے یہ کیا عقلمندی کی اور ضمیر مفعول فالعنوہ اور لعنہ اللہ اونہون نے کدھر پھیری اور کسپر لعنت کی واللہ تبرکی امیر معاویہ نے جواب دیا کہ مین تو عقیل کا مطلب سمجھ گیا لیکن تو میرا مطلب نہ سمجھا ارے ہمکو تو عوام کو سنوانا تھا وہ ان باریکیونکو کیا سمجھین گے بلکہ یہی جانین گے کہ علی کی نسبت یہ کہہ رہے ہین پس ہمارا مطلب حاصل ہے انتہی ہم کہتے ہین کہ اگر اسی طرح روزبازپرس خدا اور رسول کو بھی دہوکھا دیکر اپنا مطلب حاصل کرلین تو بیشک ہم جانین گے کہ یہ بہت بڑے شخص ہین لیکن خدا کب کسیکے مین آتا ہے کہ خود قرآن مجید مین فرماتا ہے یخادعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسھم ولکن لایشعرون القصہ مطابق حکایت حضرت عقیل کے ایک حکایت اور بھی تاریخ ابو الفدا مین مذکور ہے چنانچہ اوسکے ترجمہ کی عبارت جو صاحب سیف صارم نے صفحہ ۹۰ مین لکھی ہے وہ یہ ہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ احنف مذکور درمیان خلافت معاویہ کے اشراف لوگون مین بطور ملاقات دربار معاویہ مین حاضر ہوا اس اثنا مین ایک شخص اہل شام کا بھی اوس محل مین آیا اور اوس نے خطبہ پڑھکر اخیر خطبہ مین لعنت کی (معاذ اللہ) علی بن ابی طالب پر سب لوگون نے اپنے سر نیچے جھکائے کوئی نہ بولا مگر احنف نے معاویہ کی طرف مخاطب ہوکر یہ کہا کہ یا امیر المومنین یہ شخص اگر آپکی مرضی پائے تو بیشک تمام انبیا کو لعنت کرے خدا سے ڈرو اور تقوی اختیار کرو حضرت علیؑ کا پیچھا اب چھوڑو کیونکہ اونہونے اس جہان سے رحلت کی اب وہ اپنی قبر مین ہونگے وہان تو چین لینے دو اب تمکو اونکی لعنت کرنے سے کیا حاصل ہے اور قسم ہے خدا کی وہ شخص مبارک النفس اور مصیبت زدہ تھا معاویہ نے کہا کہ اے احنف کیونکر آنکھون پر ٹھیکری رکھتا ہے مین قسم دیتا ہون تجھکو کہ تو بھی منبر پر چڑھ کے اگر ہماری خوشی چاہتا ہے تو علی بن ابیطالب پر (معاذ اللہ) بخوشی لعن کر یا جبر احنف نے کہا کہ آپ مجھکو معاف رکھیے اس مین آپکی خیر ہے اوسوقت معاویہ بہت اصرار کیا

منت اور سماجت سے پیش آیا تب اخنف نے کہا کہ معاویہ مین انصاف کے کلمے کہتا ہون
معاویہ نے کہا فرمایئے اخنف نے کہا کہ حمد خدا کو لائق ہے اور درود کہو جیو اوپر رسول اوس کے
اے لوگو معاویہ نے مجھسے یہ کہا ہے کہ لعنت کرو (معاذ اللہ) علیؑ پر سنو علی بن ابیطالبؑ اور
معاویہ دونو جھگڑے اور آپسمین لڑے اور ہر ایک شخص نے ان دونومین سے یہ دعوی کیا
کہ خلافت حق میرا ہے جب مین دعا کرون تم سب آمین کہنا اب مین کہتا ہون اے خدا
لعنت کر تو اور تیرے فرشتے اور لعنت کرین تیرے نبی اور تمام تیری پیدائش اوس شخص پر
کہ جو ان دونون مین سے باغی ہو اور لعنت کر گروہ باغی کو اور اے خدا بہت لعنت کر اوسپر
آمین کہو اے سامعین یہ کہکر معاویہ سے کہا کہ مین تو یہ کلمہ کہا کرتا ہون اگرچہ مارا ہی کیون نجاؤن
اب مجھسے اور کچھ پھر نہ کہلانا انتہی بیشک یہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے صبر و تحمل کا اولا
نتیجہ تھا کہ خدا اورون کی زبان سے اس بدگوئی کا عوض خاطرخواہ امیر اہلسنت کو دلوادیتا
تھا کہ شاید اب بھی اپنی خطا پر متنبہ ہون اور توبہ کرین مگر انکی ضد اور مبالغہ اور اصرار اس
امر منکر پر یوماً فیوماً اور بڑہتی جاتی تھی چنانچہ ابو علی بن محمد بن سیف اللہ اپنی کتاب احداث
مین لکھتے ہین کہ امیر معاویہ نے بعد سال جماعت کے اپنے عاملونکو حکم عام دیا تھا کہ منبر و نپر علی
مرتضی کو برا کہا کرین اور جو شخص کوئی فضیلت اون کی بیان کرے خون اوس کا حلال ہے
فوراً مار ڈالین انتہی اور عبد بن ربہ نے کتاب العقد مین لکھا ہے لما مات الحسن بن
علیؑ حج معاویہ فدخل المدینۃ واراد ان یلعن علیاً علی منبر رسول اللہ فقیل
لہ ان ھہنا سعد بن ابی وقاص ولانراہ یرضی بھذا فابعث الیہ فارسل الیہ
وذکر لہ ذلک فقال ان فعلت لاخرجن من المسجد ولا اعود الیہ فامسک
معاویہ عن لعنہ حتی مات سعد فلما مات سعد لعنہ علی المنبر وکتب
الی عمالہ ان یلعنوہ علی منابرھم ففعلوا فکتبت ام سلمہ زوج النبی صلعم
الی معاویہ انکم تلعنون اللہ ورسولہ علی منابرکم وذلک انک تلعنون
علی بن ابیطالب ومن احبہ وانا اشھد ان اللہ احبہ ورسولہ فلم یلتفت
الی کلامھا انتہی یعنی جب حضرت امام حسنؑ کا انتقال ہوا تو امیر معاویہ نے حج کیا

اور مدینہ مین آئے اور ارادہ کیا کہ حضرت علیؑ کو بُرا کہین منبر رسول پر لوگون نے کہا کہ یہان سعد بن ابی وقاص موجود ہین اور ہم نہین دیکھتے کہ وہ اس بات پر راضی ہون آپ اون سے خبر کر کے ایسا کیجئے معاویہ نے کسیکو سعد کے پاس بھیجا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا سعد نے کہا اگر تم ایسا کروگے تو ہم مسجد سے نکل جائینگے اور پھر مسجد مین نہ آئینگے معاویہ نے بمجبوری اپنے کو لعن کرنے سے روکا تا اینکہ سعد نے انتقال کیا جب وہ مر گئے تو امیر معاویہ نے اپنے ارادہ کو پورا کیا یعنی منبر رسول پر وصی رسول کو بُرا کہا اور اپنے عاملونکو لکھا کہ وہ بھی اپنے منبرون پر علیؑ کو برا کہین پس اون عمال بد اعمال نے اپنے امیر کی سنت کو ادا کیا پس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ پیغمبر صلعم نے امیر معاویہ کو لکھا کہ تم لوگ منبرون پر خدا و رسول کو بُرا کہتے ہو کہ تم علی بن ابیطالب کو اور جو اونکو دوست رکھے برا کہتے ہو اور مین گواہی دیتی ہون کہ خدا و رسول اون کو دوست رکھتے ہین انتہی امیر معاویہ نے حضرت ام سلمہ کے کلام پر کچھ التفات نہ کیا انتہی اس روایت مین چند امر قابل غور ہین اول یہ کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے انتقال کے باعث معاویہ ہی ہوئے جیسا کہ ہم بیان کرچکے دوم معلوم نہین سعد کا امیر معاویہ پر کیا دباؤ تھا کہ اسقدر خائف تھے کہ اونکا مدینہ مین ہونا سنکر سب امیر المومنین کی جرات نہوئی اور اونکی اجازت ضروری سمجھی گئی پھر اونکے جواب سے کہ جو کسی قسم کی گیدڑ کی دھمکی کا نتھا بلکہ اسیقدر تھا کہ اگر تم کروگے تو ہم مسجد سے نکلجائینگے ایسے ٹھہرائے کہ جبتک سعد زندہ رہے یہ اپنا کلمہ اسلام زبان پر نہ لائے پھر اونکے مرتے ہی کھل کھیلے اور مارشل لا کا حکم جاری کردیا ان باتون سے صاف ظاہر ہے کہ کچھ ضرور دال مین کالا تھا مگر کون پوچھنے والا تھا سوم حج کا خاتمہ اس بات پر کرنا کہ مدینہ منورہ مین آکر منبر رسول پر اپنے معمولی مناسک ادا کرین اور وصی رسول خانہ زاد خدا کو برا کہین کسقدر امیر معاویہ کے پختگی اسلام اور زیادتی ایمان کو مسلمانان انصاف پسند کی نظرون مین جلوہ دے رہا ہے چہارم حضرت ام سلمہ کا بدلیل مسلمہ یہ فرمانا کہ تم لوگ منبرون پر خدا و رسول کو بُرا کہتے ہو اور ایسے کلام عبرت آمیز پر امیر معاویہ کا کچھ التفات نکرنا بہ نداے بلند شہادت دے رہا ہے کہ اونکو کچھ خدا و رسول کے برا کہنے کی ہاک نہ تھی زوجہ پیغمبر کا کہنا الکیا جب حسب

تصریح صاحب مستدرک خود حضرت پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ من سبّ علیاً فقد سبنی جس نے علیؑ کو برا کہا اوسنے مجکو برا کہا تو ظاہر ہو گیا کہ امیر معاویہ دیدہ و دانستہ اس سب پیغمبر کے مرتکب خود بھی تھے اور اوروں سے بھی یہ سب کرواتے تھے اللہ اللہ یہ حضرت پیغمبر صلعم کے اوس لعن کرنیکا جو راکب اور قائد اور سائق پر کی تھی بدلا لیا جاتا تھا کیون نہو اے امیر اہلسنت اسلام مین ایسے کارنمایان سوائے آپکے اور کون کر سکتا تھا۔

مناسب مقام ایک روایت اور بھی یاد آگئی جسکو ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ مین ذکر کیا ہے روی احمد بن ابی طاہر فی کتاب اخبار الملوك ان معاویہ سمع المؤذن یقول اشھد ان لا الہ الا اللہ فقال ھا فقال اشھد ان محمداً رسول اللہ فقال للہ درك یا بن عبد اللہ لقد کنت عالی الھمۃ ما رضیت لنفسك الا ان تقرب اسمك باسم رب العلمین انتہی یعنی روایت کی ہے احمد بن ابی طاہر نے کتاب اخبار الملوک مین کہ تحقیق سنا معاویہ نے موذن کو کہ وہ کہتا ہے اشھد ان لا الہ الا اللہ پس کہا اوس نے کہ ایسا ہی ہے پس کہا موذن نے اشھد ان محمداً رسول اللہ پس کہا امیر معاویہ نے واسطے خدا کے نیکی تمھاری اے بیٹے عبد اللہ کے ہر آئینہ تم تہے عالی ہمت تھے کہ اپنی نفس کے واسطے راضی نہوے جبتک کہ اپنے نام کو رب العالمین کے نام کے ساتھ نہ ملا لیا انتہی اس طلاقت لسانی سے امیر معاویہ کا جو مقصود تھا وہ ظاہر ہے صاف پیدا ہے کہ خدا کے جانب سے حضرت محمد رسول اللہ کے رسول ہونے مین انکو شک ہے جبھی کہتے ہین کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ کے ساتھ اپنی رسالت کا فقرہ معاذ اللہ انہین کا ملایا ہوا ہے ہر چند ایسا ہی شک صلح حدیبیہ مین دیگر بعض اکابر اہلسنت نے بھی کیا ہے جیسا کہ بجائے خود مذکور ہے لیکن امیر معاویہ نے تو اوسی کلمہ مذکورہ سابق کا حضرت رسول اللہ سے بدلا لیا ہے افسوس ہے اون لوگون کے حال پر جو دعوی اسلام کرین اور اپنے پیغمبر اور خلیفہ کی بدگوئی کا بدلا معاویہ سے نہ لین جنکو سب علی مرتضی مین جو بنا بر نصوص سابقہ بعینہ سب خدا اور رسول خدا ہے یہ مبالغہ و اصرار رہا کہ باوجودیکہ حضرت امام حسن نے وقت مصالحہ عمدہ شرط صلحنامہ کی یہی کی تھی کہ شتم علی نہ کرے اسپر معاویہ راضی نہوئے

پھر حسن مجتبیٰ نے فرمایا کہ اچھا اتنا ہی کرو کہ میرے سامنے اور میرے مواجہہ مین علیؑ کو بُرا نہ کہو
اس شرط کو امیر معاویہ نے قبول کیا لیکن اسپر وفا نہ کی اور پھر وہی وظیفہ اپنی عاقبت بگاڑنے
کو شروع کر دیا چنانچہ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل مین لکھا ہے کہ اون شرطون مین جو حضرت
امام حسنؑ نے مصالحہ معاویہ کی تھین ایک شرط یہ بھی تھی کہ ان لا یشتم علیاً فلم یجبہ
الی الکف عن شتم علی رض فطلب ان لا یشتم وھو یسمع فاجابہ الی ذالک ثم
لم یف لہ بہ ایضاً انتہی یعنی ایک شرط یہ تھی کہ علیؑ کو بُرا نہ کہے معاویہ نے شتم علیؑ سے
اپنی زبان روکنے کا کچھ جواب نہ دیا پس حضرت امام حسنؑ نے یہ درخواست کی کہ معاویہ ایسے
موقع پر شتم علیؑ نکرے کہ مین سنون یعنی میرے مواجہہ مین تو اونکو بُرا نہ کہے معاویہ نے
اسکو قبول کیا لیکن اس شرط پر بھی وفا نہ کی انتہی بلکہ اور ضد پڑ گئی کہ اپنے مجمع مین
خاص حضرت امام حسنؑ کو بلا کر آپ کے روبرو خود بدگوئی علیؑ مین کوئی دقیقہ فروگذا
نہ کرتے تھے اور یارون سے بھی سب کراتے تھے چنانچہ صوارم جناب غفرانمآب اعلی اللہ
مقامہ مین کتاب محصول فخر الدین رازی سے ایک عبارت مذکور ہے کہ محصل ترجمہ
اوسکا یہ ہے کہ ایک روز معاویہ کے پاس چند ناس مثل عمرو بن عاص و عتبہ بن
ابی سفیان و ولید بن عقبہ و مغیرہ بن شعبہ وغیرہم کے جمع ہوے اور امام حسنؑ بلوائے
گئے جب آپ آئے تو عمرو عاص نے ذکر علیؑ نکالا اور کوئی بدگوئی اونکی اوٹھا نہ رکھی
اسی طرح ہر بدبخت نے خطبہ بدگوئی علی مرتضیٰ و حسن مجتبیٰ پڑھا جب نوبت امام حسنؑ
کی آئی تو آپنے خطبہ فصیحہ پڑھا اور پہلے بدگوئی معاویہ شروع کی اور اوسکو بہت طول دیا
پھر فرمایا کہ اے معاویہ تو ایک دن اپنے باپ کے اونٹ کو ہنکاتا تھا اور تیرا بھائی اوسکی
مہار کھینچتا تھا پس حضرت پیغمبرؐ نے لعنت کی اوس اونٹ پر اور اوسکے راکب اور قائد
اور سائق پر پھر حضرت مجتبیٰ متوجہ ہوئے عمرو عاص کی طرف اور فرمایا کہ تیری مان زانیہ تھی
اور جب تو پیدا ہوا تو پانچ آدمیون نے تجھے جھگڑا کیا اور ہر ایک مدعی ہوا کہ یہ میرے نطفہ سے
ہے مگر جو شخص قریش مین سب سے پست تر نسب مین اور کمتر منصب مین اور بدتر
ملعون ہونے مین تھا وہ تجھ پر غالب آگیا انتہی اور تذکرہ خواص الامۃ مین ہے کہ حضرت

امام حسنؑ نے عمرو عاص سے فرمایا و اما انت یا بن النابغۃ فادعاک خمسۃ من قریش فغلب علیک الامھم و ھو العاص وولدت علی فراش مشترک وفیک نزل ان شانئک ھو الابتر و انت عدو اللہ و عدو رسولہ و عدو المسلمین وکنت اضر علیھم من کل مشرک انتہی لیکن تو اے پسر نابغہ پس دعویٰ کیا تیرا پانچ آدمیوں نے قریش سے پس غالب آیا تجھپر ملوم ترین قریش کہ وہ عاص ہے اور پیدا ہوا تو فرش مشترک پر اور تیرے ہی حق مین نازل ہوئی آیت ان شانئک ھو الابتر اور تو دشمن خدا و رسول و دشمن مسلمین ہے اور تو مسلمانونپر ہر مشرک سے زیادہ ضرر رسان ہے بعد اسکے صاحب تذکرہ یعنی سبط ابن جوزی نے اس کلام بلاغت نظام کی تفسیر مین لکھا ہے و اما قول الحسن لعمرو بن العاص ولدت علی فراش مشترک فذکر الکلبی ایضاً فی المثالب کانت النابغۃ ام عمرو بن العاص من البغایا و اصحاب الرایات بمکۃ فوقع علیھا العاص فی عدۃ من قریش منھم ابو لھب و امیہ بن خلف و ھشام بن المغیرہ و ابو سفیان بن حرب فی طھر واحد فقال ابن الکلبی وکان الزناۃ الذین اشتھروا بمکہ جماعۃ منھم ھولاء المذکورون و امیۃ بن عبد شمس و عبد الرحمن بن الحکم بن ابی العاص اخو مروان و عتبہ بن ابو سفیان اخو معاویہ و عقبہ بن ابی معیط فلما استملت النابغۃ بعمرو تکلموا فیہ فلما وضعتہ اختصم فیہ الخمسۃ الذین ذکرناھم کل واحد یزعم انہ ولدہ و الب علیہ العاص بن وائل و ابو سفیان بن حرب کل واحد یقول واللہ انہ من فحکما النابغۃ فاختارت العاص فقالت ھو منہ فقیل لھا ما حملک علی ھذا و ابو سفیان اشرف من العاص فقالت ھو کما قلتم الا انہ رجل شحیح والعاص جواد ینفق علی بناتی و ابو سفیان لا ینفق علیھن وکان لھا بنات انتہی اور لیکن قول حضرت امام حسنؑ عمرو عاص سے کہ تو پیدا ہوا فرش مشترک پر پس ذکر کیا ہے کلبی نے بھی کتاب مثالب میں کہ نابغہ مادر عمرو عاص سب

زانیہ عورتون مین صاحب رایات تھی (یعنی اس پیشہ مین ایسی علم تھی کہ جھنڈے گاڑ رکھے
تھی) پس اوس سے میان عاص وابولہب وامیہ بن خلف وہشام بن مغیرہ وابوسفیان
بن حرب وغیرہ چند اوباش قریش طہر واحد مین غٹ پٹ ہوے کلبی نے کہا ہے کہ زانیان
مشہورین مکہ کی ایک جماعت تھی اون مین سے یہ مذکورین اور امیہ بن عبد شمس اور
عبد الرحمن بن حکم بن ابی العاص برادر مروان بن حکم اور عتبہ بن ابی سفیان برادر
معاویہ اور عقبہ بن ابی معیط بھی تھے پس جب نابغہ حاملہ بعمرو ہوئی تو سب شرکا نے
اوس مین کلام کیا اور جب وہ عمرو کو جنی تو پھر آپسمین نہ بنی بلکہ نابغہ کے پانچو دھگڑے
آپس مین لڑے اور جھگڑے ہر واحد کو یہ زعم تھا کہ عمرو میرا بیٹا ہے اور عاص بن وائل
اور ابوسفیان بن حرب تو عمرو پر مونہہ کے بھل گر پڑے اور ہر ایک کہتا تھا واللہ یہ
مجھ سے پیدا ہے بالآخر دونو نے نابغہ ہی کو حکم بنایا اوس نے عاص کو خاص کیا اور عمرو
کو اوسی کا بیٹا بنایا لوگون نے کہا اسکا کیا سبب حالانکہ ابوسفیان عاص سے اشرف
ہے نابغہ نے وہ ایسا ہی ہے جیسا تمنے کہا مگر وہ مرد بخیل ہے اور عاص سخی ہے میری
بیٹیون کو نان ونفقہ دیتا ہے اور ابوسفیان کچھ اونکی خبر نہین لیتا ہے انتہی۔

مقام غور ہے کہ ایسے عالی نسب والاحسب بھی بعضے مدعیان اسلام کے نزدیک محمود
اور مقبول ہین جنکا نام بے رضی اللہ عنہ کے لینا بھی گناہ سمجھتے ہین اور نہین جانتے کہ
اس قسم کے تخم کی تاثیر یہ ہے کہ خدا بھی راضی نہو خلاصہ حضرت امام حسن سے باوصف
مصالحت امیر معاویہ کے دل مین جو کینہ دیرینہ تھا بالآخر اوسکا نتیجہ یہ ہوا حالانکہ خود مثل ابن جوزی
اون کی کشف عورت بھی کرتے جاتے ہین مگر ہمکو سخت حیرت اور تعجب یہ ہے کہ ابن جوزی
نے کلبی کی کتاب مثالب مین عمرو عاص کا قصہ دیکھا اور لکھا اور حضرت معاویہ کی طیب
ولادت پر نظر نہ کی جو اوسی کتاب مین بتفصیل مذکور ہے مگر ہم اوسکا ذکر بپاس خاطر حضرات
اہلسنت مناسب نہین سمجھتے جو چاہے مثالب مین دیکھ لے خلاصہ مثل امیر بیچارہ وزیر بھی
پاکیزہ نسب ہے اور نیک ہے فقط چار اور پانچ کا فرق ہے باقی کیفیت ایک ہے کہ حضرت کا
جینا اونکو شاق اور مزاحم الوفاق تھا اور زیادہ تر سبب جانستانی حضرت امام ثانی یہ

ہوا جسمین امیر معاویہ کو بجز ہلاکت امام حسنؑ اور کچھ چارہ نہ تھا کہ منجملہ شروط صلحنامہ ایک شرط
یہ بھی حضرت امام حسنؑ نے کی تھی کہ بعد معاویہ کے پھر مین ہی متولی امر ہون چنانچہ تاریخ
خمیس دیار بکری مین دول الاسلام سے جو شروط صلحنامہ نقل کئے ہین اوس مین یہہ
شرط اس طرح مذکور ہے واشترط ان یکون له الامر من بعدہ یعنی اور یہ شرط کی
کہ بعد معاویہ کے یہ امر حضرت امام حسنؑ ہی کے واسطے ہو اور برادر صدیق نے طوالع القمرین
مین حضرت امام حسنؑ کے حال مین لکھا ہے اہل کوفہ نے آپسے بعیت کی کچھ دن چھ مہینے
خلیفہ رہے معاویہ نے اپر چڑھائی کی انہون نے معاویہ سے صلح کرلی اس بات پر کہ بعد معاویہ
کے یہی خلیفہ ہون اہل مدینہ وحجاز وعراق سے کسی امر کے بابت کچھ مطالبہ نہو یہ ماجرا سنہ ۴۱ھ
مین ہوا حسنؑ کوفہ سے مدینہ مین گئے انکی بی بی جعدہ نے یزید کے کہنے سے انکو زہر دیدیا یہ حادثہ
سنہ ۴۹ھ مین ہوا یا سنہ ۵۰ھ یا ۵۱ھ مین انتہی باقی عبارت پھر کسی موقع پر مذکور ہوگی بہرکیف
چونکہ معاویہ کو اپنے فرزند ارجمند یزید کی جانشینی منظور تھی اور یہ امر صریح خلاف شرط مذکور تھا
بدینوجہ شہادت امام مسموم ضروری سمجھی گئی اور حضرت امام کو بکمال مبالغہ واہتمام زہر دلوایا
گیا پس برادر صدیق نے یہ اپنے امیر کی رعایت کی کہ اونکا گناہ بچا اسے یزید کے سر تھوپا مگر کلیہ سازی
اونکی جب چلتی کہ وہ اپنے اکابر کی تواریخ معتمدہ سے بھی اس مقام پر اپنے امیر کا نام نکالکر یزید
کا نام داخل کرکے نئے سرے سے چھپوا دیتے اور ساتھ ہی اوسکے اشتہار دلوا دیتے کہ بجز ان چند
کتب مطبوعہ بھوپال کے اور باقی جہان ہین غلط ہین اور جب یہ نکیا تو اب انھین کا جھوٹ
ظاہر ہوگا ہم مجبور ہین کہ ہمکو معاویہ کے زہر دلوانے بلکہ خود دینے کے شواہد لکھنا ضرور ہین سبط
ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامۃ مین اور صاحب صواعق اور صاحب جواہر العقدین
نے اسی تذکرہ سے ترجمہ امام حسنؑ مین نقل کیا ہے قال الشعبی انما دس الیها ای الی
جعدہ معاویہ فقال سمی الحسن ازوجک یزید واعطیک مائة الف درہم
فلما مات الحسن بعثت الی معاویہ تطلب انجاز وعدہ فبعث الیها بالمال
وقال انی احب یزید وارجو حیوتہ ولولا ذلک لزوجتک ایاہ یعنی شعبی نے
کہا ہے کہ معاویہ نے خفیہ جعدہ سے ساز کیا اور کہا کہ تو امام حسنؑ کو زہر دے کہ مین یزید سے

تجھے زوج کروں اور لاکھ درہم تجکو دوں پس جب امام حسنؑ کا انتقال ہوگیا تو جعدہ نے معاو
سے ایفائے وعدہ کی درخواست کی معاویہ نے مال موعود تو جعدہ کو بھیجیا اور کہا کہ مین
یزید کو دوست رکھتا ہون اور اوسکی زندگی چاہتا ہون اور اگر یہ امر نہوتا تو مین عقد بھی تیرا
یزید کے ساتھ کر دیتا انتہی اور ابو الحسن مدائنی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے وکانت وفاته
تسع واربعین وکان مرضه اربعین یوما وکان سنه سبعا واربعین سنة
دس الیه معاویه سما علی ید جعدة بنت الاشعث بن قیس زوجة الحسن
وقال لها ان قتلته بالسم فلك مائة الف درہم وجعلك یزید ابنی فلما مات
وفی لها بالمال ولم یزوجها عن یزید وقال اخشی ان تصنعین بابنی ما
صنعت بابن رسول الله صلعم انتہی یعنی حضرت امام حسنؑ کی وفات ۴۹ھ مین
ہوئی اور اونکا مرض یعنی تغیر زہر چالیس روز رہا اور اون کا سن شریف سینتالیس
برس کا تھا معاویہ نے مخفیہ طور پر بفریب وسازش جعدہ کے ہاتھ سے اونکو زہر دلوایا
اور اوس سے کہلا بھیجا کہ اگر اونکو زہر سے تو ہلاک کرے تو تجکو لاکھ درہم دونگا اور یزید
کے ساتھ تیرا نکاح کرونگا پس جب وہ شہید ہوگئے تو معاویہ نے وعدہ عطائے مال
تو وفا کیا مگر یزید کے ساتھ اوسکا نکاح نہ کیا اور کہا کہ مجھے خوف ہے کہ تو میرے بیٹے کے
ساتھ بھی ویسا ہی کرے جیسا فرزند رسول کے ساتھ تو نے کیا انتہی اور عبد القادر بن
محمد طبری نے کہ نبیرہ محب الدین طبری ہے کتاب حسن السیرہ مین لکھا ہے لما کانت
سنة سبع واربعین من الهجرة دس معاویه الی جعدة بنت الاشعث بن قیس الکندی
زوجة الحسن بن علی ان تسقی الحسن السم ویوجه لها مائة الف دینار ویزوجها من ابنه
یزید ففعلت ذلك یعنی جب ۴۷ھ ہجری ہوئی تو معاویہ نے خفیہ سازش کی جعدہ بنت اشعث
زوجہ حسن بن علی سے اسلئے کہ امام حسنؑ کو زہر پلا دے اور معاویہ اوسکو لاکھ درہم دین اور اپنے
بیٹے یزید سے اوسکا عقد کر دین پس جعدہ نے حضرت کو زہر دیا انتہی اور علامہ زمخشری نے کتاب
ربیع الابرار مین لکھا ہے جعل معاویه لجعدة بنت الاشعث امرأة الحسن مائة الف
درهم حتی سمته ومکث شهرین وانه لیرفع من تحته طستا من دم وکان یقول

سقیت السّم مرارًا ما اصابنی فیھا مثل ما اصابنی فی ھذہ المرۃ لقد تقطعت کبدی
یعنی معاویہ نے جعدہ بنت اشعث زن امام حسنؑ کیلئے ایک لاکھ درہم دینے کہتا اینکہ اوس نے
زہر دیا امام حسنؑ کو اور حضرت دو مہینے اوس مین مبتلا رہے اور اونکے سامنے سے طشت خون
بھرا اوٹھایا جاتا تھا اور وہ فرماتے تھے کہ چند مرتبہ مجکو زہر پلایا گیا مگر یہہ اذیت مجکو اوسمین نہ
پہونچی جو اس مرتبہ پہونچی بتحقیق کہ میرا کبد آبلہ دار ہوگیا پھر اسی کے خاتمہ پہ ہے کہ بعد شہادت
امام حسنؑ جب معاویہ نے اوسکو یزید کے ساتھ عقد کرنے سے جواب دیا تو اوس نے کسی مرد
قریش سے نکاح کیا اور اوس سے ایک لڑکا پیدا ہوا کہ اونکو لڑکے ابن مسمۃ الازواج کہتے
تھے یعنی یہ بیٹا ہے اوس عورت کا جو اپنے خاوندون کو زہر دیدیتی ہے انتہی اور یہ جو
حضرت نے فرمایا کہ مجکو چند بار زہر پلایا گیا وجہ اسکی یہ ہے کہ پہلے میان معاویہ نے کئی مرتبہ
خود حضرت کو دیا جب وہ موثر ہوا یعنی آپکی شہادت کی نوبت نہ آئی تب آخر مین جعدہ
کو گانٹھا اور زہر ہلاہل دلوایا چنانچہ خواص الامہ مین مذکور ہے قال ابن سعد سمہ
معاویہ مرارًا لانہ کان یقدم علیہ الشام ھو واخوہ الحسین یعنی ابن سعد نے کہا کہ
معاویہ نے چند مرتبہ حضرت امام حسنؑ کو زہر دیا اسلئے کہ آپ اور آپکے بھائی حضرت امام حسینؑ معاویہ
کے پاس شام مین جایا کرتے تھے انتہی مجکو حیرت ہے کہ کیا برادر صدیق بھوپالی کا کتب خانہ ان کتابون
سے خالی تھا جو اونکو اپنے امیر کے زہر دینے کا حال نہ معلوم ہوا یا دیکھ بھالکر اغماض کیا اور پدر بزرگوار
کا وبال فرزند خوش کردار کی گردن پر رکھدیا بہرکیف ایک اور دلیل بھی حضرت امام حسنؑ کی شہادت
چاہیئے اور زہر دلوانے پر یہ ہے کہ جب خبر شہادت حضرت امام حسنؑ معاویہ کو پہونچی تو اونہون نے
مع دیگر شامیان شوم مرگ امام مظلوم مسموم پر بکمال فرحت و سرور و بشاشت موفور سجدہ ہای شکر
ادا کئے خوشی کی تکبیرین کہین جوش عشرت و شادی اور مرگ حضرت کی مبارکبادی مین ایسے
جامہ سے باہر ہوئے کہ کچھ آگے پیچھے کی خبر نرہی وہ چھپے لکے کام جو ہزار اہتمام کئے تھے سب ظاہر
ہوئے چنانچہ علامہ زمخشری نے کتاب ربیع الابرار مین لکھا ہے لما بلغ معاویۃ موت الحسن
بن علی سجد معاویۃ وسجد من حولہ شکرًا فدخل علیہ ابن عباس فقال لہ
یا بن عباس امات ابو محمد قال نعم وبلغنی سجودک واللہ یا بن آکلۃ الکبود

لا يسد جسدك اياه حفرتك ولا يزيد انقضاء اجله في عمرك يعني جب خبر موت حسن بن علی معاویہ کو پہونچی تو معاویہ نے اور جو اونکے گرد و پیش تھے سجدہ ہائے شکر ادا کئے اتنے مین ابن عباس آگئے معاویہ نے اون سے کہا کہ کیا ابو محمد یعنی امام حسن نے وفات پائی اونہون نے کہا ہان اور مجکو تمہارے سجدون کی بھی خبر پہونچ گئی قسم ہے خدا کی اے بیٹے ہند جگر خوار کے کہ تیرے احمد اونکے ساتھ تیرے گڑھے کو نہ بند کریگا اور اون کا مرنا تیری عمر کو نہ بڑھائیگا انتہی اور یہ دوسری روایت ہے اوسی کتاب مین مذکور ہے لما بلغ موته سمع تكبيرة منه ومن الخضراء فكبر اهل الشام لذلك التكبير فقالت فاختة بنت قرظة اقر الله عينيك يا امير المومنين ما الذي كبرت له قال مات الحسن قالت اعلى موت ابن فاطمة تكبر قال والله ما كبرت شماتة موته ولكن استراح قلبي وصفت لي الخلافة وكان ابن عباس بالشام فدخل عليه فقال له يا ابن عباس امك هل تدري ما حدث في اهل بيتك قال لا ادري ما حدث الا اني اراك مستبشرا و من حولك و بلغني تكبيرك وسجودك قال مات الحسن قال انا لله يرحم الله ابا محمد ثلاثا انتہی خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جب معاویہ کو خبر وفات امام حسن پہونچی تو معاویہ اور دیگر حاضرین جلسہ نے تکبیرین کہین پھر تو سب اہل شام مین تکبیرون کا غل مچگیا فاختہ بنت قرظہ نے معاویہ سے کہا خدا تمہاری آنکھونکو خنک رکھے کس وجہ سے تمنے تکبیر کہی معاویہ نے کہا کہ امام حسن نے وفات پائی فاختہ نے کہا کہ آیا موت فرزند فاطمہ پر تم تکبیر کہہ رہے ہو معاویہ نے کہا کہ بخدا کہ مینے اون کی شماتت کیلئے تکبیر نہین کہی بلکہ میرے قلب کو اب راحت ملی اور خلافت میرے واسطے اب مستقر اور بےخلش ہو گئی اور ابن عباس بھی شام مین تھے پس وہ بھی اوسوقت معاویہ کے پاس آگئے معاویہ نے اون سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے اہلبیت مین کیا حادثہ ہوا اونہون نے کہا مجھے حادثہ کی تو خبر نہین مگر مین تمکو اور تمہارے ساتھیونکو فرحناک دیکھتا ہون اور تمہاری تکبیرین کہنے اور سجدہ کرنیکی بھی خبر مجکو پہونچی ہے معاویہ نے کہا کہ امام حسن نے وفات پائی ابن عباس نے کہا انا للہ اور تین مرتبہ کہا کہ خدا ابو محمد پر رحمت کرے بعد اسکے معاویہ سے وہی کلمات کہے جو روایت سابقہ کے آخر مین مذکور ہین اور اس روایت سے یہ بھی ظاہر

ہوگیا کہ معاویہ نے فرط شادی مین صاف کہہ ڈالا کہ امام حسن کے انتقال سے انتقال خلافت کا کھٹکا جاتا رہا اور اب وہ ہمارے واسطے بے غل وغش لورنجلیش ہوگئی ابس اسی ایک فقرہ سے ساری قلعی کھل گئی اب زیادہ شرح کرنیکی حاجت نہین الغرض معاویہ کی بدگوئی و عداوت کا حال بہ نسبت حضرت مرتضی واولاد مرتضی کچھ بالاختصار بیان ہوا اب اونکے مقلدین کا بھی کچھ حال سنناچاہیے جنہون نے بطمع حطام دنیا و رضاے امیر معاویہ اونہین کی سنت پر چلکر وہی ثواب لوٹا آخیر دنیا تو ملی دین چھوٹا تو چھوٹا چنانچہ صاحب انسان العیون علی بن برہان الدین شافعی حال امام حسن مین لکھتے ہین وکان مروان والیاً علی المدینة یسبّه ویسب علیاً کرم الله وجهه کل جمعة علی المنبر یعنی مروان حاکم مدینہ تھا اور وہ حضرت امام حسن اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ہر جمعہ کو منبر پر برا کہا کرتا تھا انتہی بھلا مروان کا کیا ذکر وہ تو بموجب نص حضرت پیغمبر صلعم یعنی الملعون بن الملعون یعنی ملعون تھا پھر اوسکا بدلا اپنے امیر کی طرح ضرور لیا چاہیے اور سنیئے میان ابوہریرہ نے بھی حضرت علی کے برا کہنے کو ایک حدیث بنائی حضرت پیغمبر پر جھوٹ باندھا تہمت لگائی امیر معاویہ کو راضی کرکے خوب پھلکے پیٹے اوڑائے دولت دنیا پائی چنانچہ شارح نہج البلاغہ نے اپنے اوستاد ابوجعفر سے روایت کی ہے کہ ایک بار ابوہریرہ نے بخوشامد معاویہ یہ حدیث بنائی کہ مین نے خود پیغمبر صلعم سے سنا کہ آپنے فرمایا ہر پیغمبر کیلئے ایک حرم ہے اور میرا حرم مدینہ ہے درمیان عیر سے ثور تک پس جو کوئی اوس مین کوئی امر احداث کرے اوسپر لعنت خدا کی اور ملائکہ کی اور آدمیون کی سکی اب اخذ واجرہ والا مطلب یہی کہتے ہین کہ معاذ اللہ مین شہادت دیتا ہون کہ علی نے اوس مین بہت سے امر احداث کیے جب یہ خبر امیر معاویہ کو پہونچی پھر تو پانچو انگلیان گھی مین اور سر کڑاہی مین ہوگیا یعنی بمقتضاے توحدلت امیر معاویہ نے انکو اپنا مقرب کیا اور عطیہ اور جائزہ بہت سا دیا رتبہ بڑھایا حاکم مدینہ بنایا اب کیا پوچھنا جتنی حدیثین حضرت معاویہ نے چاہین یہ فوراً گڑھ دین جسکی فضیلت یا مذمت اونکو منظور ہوا اوسیوقت پڑھ دین ہرچند اس فن کے لوگ امیر معاویہ کی حسن تدبیر سے بہتیرے جمع ہوگئے تھے نہ فقط یہی اکیلے تھے مگر یہ سبکے گرو اور وہ سب انکے سنیلے چیلے تھے چنانچہ ابن ابی الحدید نے اپنے اوستاد ابوجعفر سے اسکی تشریح وتفصیل اسطرح کی ہے

ان معاویة وضع قوما من الصحابة وقوما من التابعین علی روایة اخبار قبیحة
فی علی یقتضی الطعن فیه والبراءة منه وجعل لهم جعالة لیرغب فی مثله
فاختلفوا ما ارضاه منهم ابوهریرة فانه روی عنه الحدیث الذی معناه ان
علیاً خطب ابنة ابی جهل فی حیاة رسول الله صلعم فاسخط فخطب علی
المنبر وقال لاوالله لایجتمع ابنة ولی الله وابنة عدو الله ان فاطمة بضعة
منی یوذینی ما یوذیها فان کان علی یرید ابنة ابی جهل فلیفارق ابنتی ویفعل
ما یرید انتہی یعنی معاویہ نے ایک گروہ صحابہ اور ایک گروہ تابعین کا اس بات پر معین
کیا تھا کہ وہ حضرت علی کے حق مین ایسے اخبار قبیحہ جو موجب اونکے طعن اور اون سے بیزاری
کی ہون بنایا اور روایت کیا کرین اور اونکے واسطے ایک حق خدمت مقرر کیا تاکہ اس لالچ
سے اور لوگ بھی اس کام پر رغبت کرین پس اون حرام خورون نے ایسے ہی اخبار قبیحہ حضرت
علی کے حق مین وضع کئے کہ جنسے امیر معاویہ راضی ہون اونہین مین سے ابوہریرہ ہین کہ انہون
نے بھی بطمع اوسی مزد اور اجرت مقررہ کے یہ ہٹھپلیٹی داغی کہ لاحول ولاقوۃ علی نے حیات
پیغمبر مین دختر ابوجہل کی خواستگاری کی پس حضرت پیغمبر کو غصہ آگیا اور منبر پر جاکر خطبہ پڑھا
اور فرمایا کہ نہین قسم خدا کی نہ جمع ہوگی دختر ولی خدا اور دختر دشمن خدا بدرستیکہ فاطمہ پارہ
جگر میری ہے اور مجھکو اذیت دیتی ہے وہ بات جو اوسکو اذیت دیتی ہے پس اگر علی دختر ابوجہل کا
ارادہ رکھتے ہون پس چاہیئے کہ میری بیٹی سے مفارقت کرین پھر جو ارادہ ہو وہ کرین انتہی
اللہ اکبر اس دہر ناپائدار اور دنیائے غدار مین ایسے دنیا طلب دین فروش حق پوش باطل
کوش بھی گذرے ہین جنہین صحبت پیغمبر کا کچھ بھی اور نہوا علی پر تہمت لگانے پیغمبر پر بہتان باندھنے
مین ذرا بھی خدا کا ڈر نہوا خدا کی پناہ جسپر دار مدار اکثر احادیث صحاح کا ہے وہ ایسا کذب فاحش
بک رہا ہے امام رازی نے کتاب مطالب علیہ مین سچ کہا ہے کہ کذب بیانی و دروغگوئی بعض صحابہ
مین کچھ شبہہ و ارتیاب نہین خصوصاً ابوہریرہ تو زیادہ اسکے خوگر ہوگئے تھے چنانچہ انہون نے پیغمبر سے روایت
کی کہ ان المیت لیعذب ببکاء اهله یعنی میت بسبب بکا اپنے اہل کے معذب ہوتی ہے حضرت
عائشہ نے بموجب آیہ کریمہ ولا تزر وازرة وزر اخری و بنا بر دیگر احادیث جو خلاف اسکے ہین ابوہریرہ

تکذیب کی اور اونکو جھوٹا بنایا انتہی ابوہریرہ اس جگہ تو چپکے ہو رہے اور عائشہ سے کچھ نہ بولے مگر چونکہ انکو دروغ گوئی کی عادت پڑ گئی تھی قضائے کار پھر ایسا ہی اتفاق ہوا اور پھر عائشہ صدیقہ نے جھوٹ بولنے پر اونکو لقمہ دیا اوسوقت تو انکو بھی ضبط نرہا اور ایسا سچا کلمہ بولے کہ حضرت عائشہ کو جواب نہ آیا بلکہ محجوب ہو کر سر جھکا لیا چنانچہ انہین امام رازی نے کتاب اربعین مین جہان یہ ماجرا لکھا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ عائشہ نے کسی امر مین ابوہریرہ پر انکار کیا اور جھوٹ جانا اور اون سے کہا کہ یہ تمھاری تہمتین اور افترے حضرت پیغمبر پر بطمع زر اور سواری استر کے ہین ابوہریرہ نے موافق مثل مشہور الکذوب قد یصدق کہا راست براستر بے کم وکاست جواب دیا کہ مین نے جبتک سات سو حدیثین جو شان علی مین پیغمبر نے فرمائی تھین تغیر نہ کین اور تمھارے واسطے اور تمھارے پدر بزرگوار کے واسطے اونہین حدیثون کو روایت نہ کیا تبتک اس استر کی سواری مجکو نصیب نہوئی اب یہ آپ اور آپکے باپ کی بدولت مین استر پر سوار ہوں انتہی جب ابتدائے امر سے انکے ہتھکنڈے یہی تھے تو اب کیا ٹھکانا ہے جبھی حضرت پیغمبر نے انکے قوم وقبیلہ سے خیر کو بالکل اوڑایا شر محض فرمایا چنانچہ مشکوۃ شریف مین ترمذی سے روایت ہے کہ ابوہریرہ نے کہا قال لی النبی صلعم ممن انت قلت من دوس قال ماکنت اری فی دوس احدا فیہ خیرا انتہی یعنی ابوہریرہ نے بیان کیا کہ پیغمبر نے مجھسے فرمایا کہ تو کہان کا رہنے والا ہے مینے کہا کہ مین باشندگان دوس سے ہون حضرت نے فرمایا کہ مین نے دوس مین کسی کو نہین دیکھا کہ جسمین کچھ بھی خیر ہو انتہی جب ان دوسی کو خیر سے مایوسی ہے تو اب بجز شر اور کہان سے ظہور مین آئیگا جو جیسا کریگا ویسا پائیگا اب ابوموسی اشعری کی سنئے کہ جب امیر معاویہ اور اونکے سازگارون نے حکم قرار دے تو عمرو عاص نے ابوموسی سے کہا کہ معاویہ شرف اور بزرگی مین ایسے ویسے بلکہ تم جانتے ہو جیسے ہین پس اگر تم اونکو آج خلافت کے واسطے اختیار کرو تو ویسی تمھاری بزرگداشت کرین کہ دوسرا نہ کر سکے انہون نے ہرچند بظاہر اس سے انکار کیا مگر ایسی بات کی کہ جس سے معاویہ کو راضی اور خدا ورسول کو ناراض کرکے اسلام کو ڈبو دیا بلکہ ایمان کو کھو دیا یعنی کہا کہ اے عمرو خدا سے ڈر کہ یہ امر یعنی خلافت دین پر موقوف ہے اور اگر شرف پر موقوف ہوتی تو علی اسکے واسطے اولی تھے

انتہی خلاصہ قول الواقدی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ابو موسیٰ جناب امیر المومنین کو معاذ اللہ
متصف بدین بجانتے تھے اور بجز شرافت حسب و نسب اونکے زعم باطل مین اور کوئی فضیلت
اور استحقاق خلافت حضرت امیر کو تھا لیجئے انکی حسن عنایت اور مزید قدر دانی سے وہ جو تھے خلیفہ
کبھی نہ قرار پائے خداوندا تیری ہی پناہ کہ عجب سخت وقت تیرے خاص بندونپر گذرا ہے کہ جسکو اب
تصور کرتے ہوئے ہمارے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین تیرے دشمنون کی کیا کیا حمایتین کی گئین اور تیرے
دوستون کو کیا کیا اذیتین دی گئین بھلا کا کیا ذکر دنیا طلب لوگون کا یا اندکور بعضے نام کے
فاضل امام بنکے دشمن علی ہو گئے قبل اسکے صاحب صواعق سے امام مالک کا قول نقل ہوا
کہ بدھڑک کہہ بیٹھے کہ جو شخص اصحاب نبی یعنی ابوبکر اور عمر اور عثمان اور معاویہ اور عمرو عاص
کو برا کہے یا نسبت ضلالت یا کفر کی اون کی طرف کرے وہ قتل کیا جائے انتہی اسمین امام مالک
نے بھلی گستاخی تو یہ کی حضرات ثلاثہ کو معاویہ کیسے بلکہ عمرو عاص کے برابر کردیا ہم جہان تک غور کرتے
ہین سمجھہ مین نہین آتا کہ کوئی شخص کسیکو نطفہ مشترک قرار دے پھر اپنے بزرگونکو اوسی کے حکم مین برابر
سمجھ لے مگر یہ اونکے گھر کی بات ہے ہمکو اسمین کیا دخل اگر وہ عمرو عاص کو اپنے ثلاثہ سے افضل
ٹھہرالین تو ہمارا اسمین کیا اجارہ ہے اب رہی یہ بات کہ امام صاحب نے یہان حضرت علی کو جو تھے
درجے بھی نکالدیا الا اسمین کیا مصلحت تھی سو وہ مصلحت خاص حسن عقیدت امام صاحب
کی اپنے امیر معاویہ اور عمرو عاص کے ساتھ اور بغض و عداوت حضرت علی اشرف ناس کیساتھ
ہے اسلئے کہ اگر حضرت علی کا ذکر بھی حضرات ثلاثہ کے ذیل مین کرتے تو بیشک معاویہ اور عمرو عاص
جنہون نے حضرت کو برا بھی کہا اور نسبت ضلالت اور کفر کی بھی آپ کی طرف دی بموجب
فتوی امام صاحب کی گردن مارنے کے لائق ہو جاتے اور اب تو خود حضرت علی ہی جو اپنی
بدگوئی پر ہمیشہ معاویہ و عمرو کو برا کہا کئے بموجب فتوی امام واجب القتل قرار پا گئے اور امام کا یہی
مطلب تھا واقعی بڑا کارنمایان کیا خدا مالک ہے اور امام مالک کو اسکا عوض بہت اچھی
طرح دیا ہوگا اب دوسرے امام یعنی میان احمد حنبل کی سنئے جنہون نے حریز بن عثمان کی
کمال مدح و توثیق کی حالانکہ یہ حریز بڑا دشمن اور بدگو حضرت امیر کا ہے جسنے بلا خوف و خطر حدیث
صحیح پیغمبر انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی مین اقل کفر اللہ بنا شد ہارون کی جگہ

قارون کچھ خدا و رسول کا خوف نہ آیا چنانچہ محمد بن محمود خوارزمی نے اوائل جامع مسانید ابوحنیفہ میں لکھا ہے الثالث ان الخطیب عفی اللہ عنہ قد طعن فی احمد اکثر من ھذا فقال قد وثق احمد بن حنبل حریز بن عثمان فقال ھو ثقۃ وحریز کان یبغض امیر المومنین علیا رضی اللہ عنہ ولا فرق بینہ وبین من یبغض ابابکر و عمر ثم قال الخطیب وکان حریز کذابا فاسقا وروی عدی عن ابن عباس انہ قال ھذا الذی یروی عن النبی صلعم انہ منی بمنزلۃ ھارون من موسی خطاء قال ابن عباس قلت لہ فما ھو قال قال الولید بن عبد الملک برویہ علی المنبر علی منی بمنزلۃ قارون من موسی خلاصہ اسکا یہ ہے کہ خدا بخشدے خطیب کو اوسنے بڑی طعن کی ہے امام احمد پر اور کہا ہے کہ احمد بن حنبل نے توثیق کی ہے حریز بن عثمان کی اور کہا ہے کہ وہ ثقہ ہے حالانکہ یہی حریز بے تمیز بغض و کینہ رکھتا تھا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے اور اوس میں اور ابوبکر و عمر کے دشمنوں میں کوئی فرق نہیں ہے پھر خطیب نے کہا کہ حریز کذاب اور فاسق تھا عدی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حریز بے تمیز نے کہا کہ حدیث منزلت ہارون جو علی حق میں حضرت پیغمبر سے روایت کرتے ہیں خطا ہے ابن عباس نے کہا پھر کیا ہے کہا بمنزلۃ قارون من موسی ہے انتہی خدا اس قارون کے یارِ غار کو ابھی کے پاس پہونچا دے ہر چند یہ بات ظاہر ہے کہ دشمن عداوت کی راہ سے جو بہتان باندھے وہ کم ہے کہ بالآخر اوسکا مسکن و ماوی جہنم ہے مگر ہمکو حیرت یہ ہے کہ امام احمد کا ہمارے امام نے کیا بگاڑا تھا جو اونکے ایسے سخت دشمن کے دوست اور حامی بن گئے اور اوس مردود خانہ خراب فاسق و کذاب کو ثقہ بنا دیا کیا امام صاحب کی اصطلاح میں ثقہ اوسیکو کہتے ہیں جو حدیث پیغمبر میں ایجاد بندہ کرے ایک کفر کا فقرہ گڑھے ہارون کی جگہ پر قارون پڑھے ہزار آفرین ہے خطیب پر اسکا تتمہ یہ ہے ثم الد الخطیب ھذہ الشناعۃ علی احمد فقال بلغنی عن یزید بن ھارون انہ قال رایت رب العزۃ فی النوم فقال یا یزید تکتب عن حریز بن عثمان فقلت یا رب ما علمت علیہ الا خیرا فقال یا یزید لا تکتب عنہ فانہ یسب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انتہی یعنی پھر اس شناعت

توثیق حریز کو امام احمد پر خطیب نے اور موکد کیا پس کہا کہ مجھکو یزید بن ہارون سے یہ خبر پہونچی ہے کہ یزید نے کہا مین نے حضرت رب العزت کو خواب مین دیکھا کہ مجھ سے فرمایا اے یزید تو حریز بن عثمان سے روایت لکھتا ہے مین نے عرض کیا اے پروردگار مین حریز مین کچھ خیر او نہین جانتا خدا نے فرمایا اے یزید حریز سے کچھ نہ لکھ کہ وہ سب علی بن ابی طالب کرتا ہے انتہی غرض خطیب کی یہ ہے کہ حریز ایسا مردود خدا ہے جو امیر المومنین کو برا کہتا تھا اور خدا تعالی نے اوس کاذب وفاسق کو درجہ وثوق و اعتماد سے گرا دیا اور یزید کو اوس سے روایت لینے اور لکھنے کو منع کیا پھر امام احمد کو بمقتضا حمیت اسلام یہ زیبا نہ تھا کہ سب امیر المومنین کا بالکل لحاظ نہ فرماتے اور حریز کو ثقہ بناتے یزید نے تو خدا کی ممانعت کو بالاعلان کہا اب اگر امام احمد نہ سمجھین یا حریز کی محبت مین سعی کرجائین تو یہ معاملہ اونکے اور خدا کے درمیان مین باقی رہا وھو لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون اب ہم بھی اپنے رب سے التجا کرتے ہین کہ اے خدای کریم ورحیم تو ہمارے پیارے بھائیون حنفی شافعی مالکی حنبلی محمدی سب فرقون سے خود تکلیف فرما کر اور رضاہی مین مثل یزید کو اپنا دیدار دکھا کر خواب مین یا بیداری مین غفلت مین یا ہشیاری مین اتنا فرما دے کہ اے میری مطیع بندو تم معاویہ اور عمرو بن عاص اور اونکے تابعین خاص جو سب علی مین اون کے شریک تھے اونکو ثقہ سمجھا نو اون سے روایت نہ لو اونکے واسطے جھوٹی فضیلتین نہ ثابت کرو اونکی محبت کا دم نہ بھرو اونکو ویسا ہی سمجھو جیسا میرے پیغمبر نے کہدیا ہے اور اونکے اہلبیت اور تابعین اہلبیت نے اوس کا وظیفہ کیا ہے شاید وہ تیرا کہنا مانین اور سابقین علی وغیرہ کو جیسا ہم جانتے ہین وہ بھی جانین خدا تو خوب جانتا ہے مگر ہم ناواقفون کے آگاہ کرنے کو لکھتے ہین کہ امیر معاویہ نے سب علی کی رواج دینے مین اسقدر مبالغہ کیا کہ اونکے بعد بھی تا مدت دراز یہ طریقہ نامرضیہ خلفاء بنی امیہ مین جاری رہا اونکے بیچارے عمر بن عبد العزیز نے اسکے موقوف کرنیکی سعادت حاصل کی چنانچہ تاریخ ابو الفدا کی جلد اول صفحہ ۱۶۱ مین یہ ماجرا اس طرح مذکور ہے کان خلفاء بنی امیہ یسبون علیا من سنۃ احدی واربعین وھی السنۃ التی خلع الحسن فیھا نفسہ من الخلافۃ الی اول سنۃ تسع وتسعین اخر ایام سلیمان بن عبد الملک فلما ولی عمر ابطل ذلک وکتب الی نوابہ بابطالہ ولما خطب یوم الجمعۃ ابدل السب فی آخر الخطبۃ انتہی یعنی ابتدا

قارون کچھ خدا و رسول کا خوف نہ آیا چنانچہ محمد بن محمود خوارزمی نے اوائل جامع مسانید ابو حنیفہ مین لکھاہے الثالث ان الخطیب عفی اللہ عنہ قد طعن فی احمد اکثر من ھذا فقال قد وثق احمد بن حنبل حریز بن عثمان فقال ھو ثقۃ وحریز کان یبغض امیر المومنین علیا رضی اللہ عنہ ولافرق بینہ وبین من یبغض ابابکر و عمر ثم قال الخطیب وکان حریز کذابا فاسقا وروی عدی عن ابن عباس انہ قال ھذا الذی یروی عن النبی صلعم انہ منی بمنزلۃ ھارون من موسی خطاء قال ابن عباس قلت لہ فما قال ھو قال قال الولید بن عبد الملک بروبہ علی المنبر علی منی بمنزلۃ قارون من موسی خلاصہ اسکا یہ ہے کہ خدا بخشدے خطیب کو اوسنے بڑی طعن کی ہے امام احمد پر اور کہا ہے کہ احمد بن حنبل نے توثیق کی ہے حریز بن عثمان کی اور کہا ہے کہ وہ ثقہ ہے حالانکہ یہی حریز بے تمیز بغض وکینہ رکھتا تھا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے اور اوس مین اور ابوبکر و عمر کے دشمنون مین کوئی فرق نہین ہے پھر خطیب نے کہا کہ حریز کذاب اور فاسق تھا عدی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حریز بے تمیز نے کہا کہ حدیث منزلت ہارون جو علی حق مین حضرت پیغمبر سے روایت کرتے ہین خطا ہے ابن عباس نے کہا پھر کیا ہے کہا بمنزلہ قارون من موسی ہے انتہی خدا اس قارون کے یار کو اوسی کے پاس پہونچا دے ہرچند یہ بات ظاہر ہے کہ دشمن عداوت کی راہ سے جو بہتان باندھے وہ کم ہے کہ بالآخر اوسکا مسکن وماوی جہنم ہے مگر ہمکو حیرت یہ ہے کہ امام احمد کا ہمارے امام نے کیا بگاڑا تھا جو اونکے ایسے سخت دشمن کے دوست اور حامی بن گئے اور اوس مردود خانہ خراب فاسق وکذاب کو ثقہ بنا دیا کیا امام صاحب کی اصطلاح مین ثقہ اوسیکو کہتے ہین جو حدیث پیغمبر مین ایجاد بندہ کرے ایک کفر کا فقرہ گڑھے ہارون کی جگہ پر قارون پڑھے ہزار آفرین بیجا ہے خطیب پر کا تمہ یہ ہے ثم ذکر الخطیب ھذہ الشناعۃ علی احمد فقال بلغنی عن یزید بن ھارون انہ قال رایت رب العزۃ فی النوم فقال یا یزید تکتب عن حریز بن عثمان فقلت یا رب ما علمت علیہ الا خیرا فقال یا یزید لاتکتب عنہ فانہ یسب علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ انتہی یعنی پھر اس قسمت

توثیق حریز کو امام احمد پر خطیب نے اور موکد کیا پس کہا کہ مجھکو یزید بن ہارون سے یہ خبر پہونچی ہے کہ یزید نے کہا مین نے حضرت رب العزۃ کو خواب مین دیکھا کہ مجھ سے فرمایا اے یزید تو حریز بن عثمان سے روایت لکھتا ہے مین نے عرض کیا اے پروردگار مین حریز مین بجز خیر اور نہین جانتا خدا نے فرمایا اے یزید حریز سے کچھ نہ لکھ کہ وہ سب علیؑ بن ابی طالب کرتا ہے انتہی غرض خطیب کی یہ ہے کہ حریز ایسا مردود خدا ہے جو امیر المؤمنین کو برا کہتا تھا اور خدا تعالی نے اوس کاذب و فاسق کو درجہ وثوق و اعتماد سے گرا دیا اور یزید کو اوس سے روایت لینے اور لکھنے کو منع کیا پھر امام احمد کو بمقتضا حمیت اسلام یہ زیبا نہ تھا کہ سب امیر المومنین کا بالکل لحاظ نہ فرماتے اور حریز کو ثقہ بناتے یزید نے تو خدا کی ممانعت کو بالاعلان کہا اب اگر امام احمد نہ سنین یا حریز کی محبت مین بہی انسنی کر جاوین تو یہ معاملہ اونکے اور خدا کے درمیان مین باقی رہا وھو لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون اب ہم بھی اپنے رب سے التجا کرتے ہین کہ اے خدای کریم و رحیم تو ہمارے پیارے بھائیون حنفی شافعی مالکی حنبلی محمدی سب فرقون سے خود تکلیف فرما کر اور رضا ہی مین مثل یزید کو اپنا دیدار دکھا کر خواب مین یا بیداری مین غفلت مین یا ہوشیاری مین اتنا فرما دے کہ اے میرے مطیع بندو تم معاویہ اور عمرو عاص اور اونکے تابعین خاص جو سب علیؑ مین اون کے شریک تھے اونکو ثقہ نہ بناؤ اون سے روایت نہ لو اونکے واسطے جھوٹی فضیلتین نہ ثابت کرو اونکی محبت کا دم نہ بھرو اونکو ویسا ہی سمجھو جیسا میرے پیغمبر نے کہدیا ہے اور اونکے اہلبیت اور تابعین اہلبیت نے اوس کا وظیفہ کہا ہے شاید وہ تیرا کہنا مانین اور سابقین علیؑ و پیغمبر کو جیسا ہم جانتے ہین وہ بھی جانین خدا تو خوب جانتا ہے مگر ہم ناواقفون کے آگاہ کرنے کو لکھتے ہین کہ امیر معاویہ نے سب علیؑ کی رواج دینے مین اسقدر مبالغہ کیا کہ اونکے بعد بھی تا مدت دراز یہ طریقہ نامرضیہ خلفا بنی امیہ مین جاری رہا اونکے پیچھے عمر بن عبد العزیز نے اسکے موقوف کرنے کی سعادت حاصل کی چنانچہ تاریخ ابو الفدا کی جلد اول صفحہ ۱۹۲ مین یہ ماجرا اس طرح مذکور ہے کان خلفاء بنی امیۃ یسبون علیا من سنۃ احدی واربعین وھی السنۃ التی خلع الحسن فیھا نفسہ من الخلافۃ الی اول سنۃ تسع وتسعین اخر ایام سلیمان بن عبد الملک فلما ولی عمر ابطل ذلک وکتب الی نوابہ بابطالہ ولما خطب یوم الجمعۃ ابدل السب فی اخر الخطبۃ انتھی یعنی ابتدا

سنہ ۴۱ ہجری وقت خلع حضرت امام حسنؑ سے ابتداء سنہ ۹۹ تک کہ آخر زمانہ سلیمان بن عبد الملک کا تھا خلفاء بنی امیہ سب علیؑ کیا کرتے تھے جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوا تو اوس نے اس سنت یادگار معاویہ کو باطل کیا اور موقوف کرایا اور اپنے عاملوں کو اوسکی موقوفی کا پروانہ لکھا اور جب روز جمعہ خطبہ پڑھا تو آخر خطبہ میں اس سب وشتم کو بدل ڈالا انتہی آخر عبارت مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ معاویہ نے سب امیر المومنینؑ کو خطبہ میں داخل کر رکھا تھا اور لوگ وہی خطبہ پڑھا کرتے تھے مگر عمر بن عبد العزیز نے خطبہ سے بھی اسکو نکال دیا اور موقوف بھی کرادیا یہ اوسکا احسان تا قیام قیامت مانے جائینگے اور اوسکے حق میں دعاء خیر کرتے رہینگے۔ کیونکہ خدا نے اوسکے دل میں ایک عجیب حجت مستحکم القا کردی جس سے وہ سب برا کہنے والے عاجز ہوگئے اور بجز موقوف کرنیکے کچھ چارہ نہوا اور نہ اوس بیچارے کی کوشش بھی کچھ مفید ہوتی چنانچہ تاریخ خمیس دیاربکری کی جلد دوم صفحہ ۳۱۴ میں یہ حجت عجیب اس طرح مذکور ہے ان عمر امر یہودیا ان یخطب الیہ ابنتہ فخطبھا الیہودی فقال لہ عمر کیف تطلب الی وانت یہودی فقال الیہودی کیف زوج نبیکم ابنتہ من علی بن ابیطالب فقال عمر ویحک ان علی بن ابیطالب من عظماء الدین واکابر المسلمین فقال الیہودی فلم تلعنونہ علی المنابر فاقبل عمر علی الناس فقال لھم اجیبوہ فلما عجزوا عن الجواب امر بترک اللعن انتہی یعنی عمر بن عبد العزیز نے ایک یہودی سے کہا کہ تو مجمع عام میں مجھسے میری بیٹی کی خواستگاری کر یہودی نے اونکی بیٹی کی خواستگاری کی عمر نے اوس سے لوگوں کے سامنے کہا کہ تو یہودی ہوکر میری بیٹی کی خواستگاری کرتا ہے یہودی نے کہا کہ پھر تمہارے پیغمبر نے اپنی بیٹی علیؑ سے کیوں بیاہ دی عمر نے کہا وائے بحیر علیؑ تو بزرگان دین اور اکابر مسلمین سے تھے پس یہودی نے کہا پھر کیوں تم لوگ منبروں پر اونکو برا کہتے ہو پس عمر نے حاضرین سے متوجہ ہوکر کہا کہ اس یہودی کا جواب دو جب وہ لوگ جواب سے عاجز ہوگئے تب عمر بن عبد العزیز نے اونکو عاجز و ساکت پاکر حکم کیا کہ اب تو یہ لعن و طعن موقوف کرو۔ پس خدا خدا کرکے حضرت امیرؑ کا برا کہنا موقوف ہوا واقعی اوسیقدر اہتمام اس کی موقوفی و ابطال میں اس بزرگ نے کیا جسقدر اسکی اشاعت میں امیر معاویہ اور اونکے تابعین نے کیا تھا ؎ آفرین باد برین ہمت مردانہ او اب یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ جناب علی مرتضیٰؑ کی نسبت ہمارے برادران اسلامی کا کیا اعتقاد ہے اور وہ عقیدہ فقط زبانی یا وجدانی سو معالم ... کے میں

حضرت ام سلمہ سے یہ حدیث نقل کی ہو کہ حضرت پیغمبر صلعم نے فرمایا من سب علیاً فقد سبنی یعنی جسنے
علیؑ کو برا کہا اوس نے مجکو برا کہا اور سبّ پیغمبرؐ باتفاق جمیع اہل اسلام کافر ہے پس بموجب نص پیغمبر سابِ
علیؑ کے حق مین بھی یہی حکم ہونا چاہیئے مگر کتب اہلسنت مین کہین اسکی صراحت ہماری نظر سے نہین گذری
ہان جناب شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے اپنے تحفہ مین ایک عبارت مجمل لکھی ہے کہ ہم اوسکو اون کا
فتوی صحیح سمجھکر لکھتے ہین بعد اسکے اوسکی حسن تمیز و لطف تقریر کو بھی بیان کرینگے اب سنئے شاہ صاحب
فرماتے ہین آری اگر از جماعۂ شام بالیقین ای را معلوم کنیم کہ عداوت و بغض حضرت امیر داشت بجای
تکفیر آنجناب یا لعن و سبّ آن عالی قباب میکرد او را بالیقین کافر خواہیم دانست انتہی اب ایسے صحیح اور
صاف فتوی کو جو ہمنے مجمل کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ جناب شاہ صاحب نے بکمال طلاقت لسانی اصل بانی مبانی
اس بدزبانی یعنی اپنے امیر لا ثانی کو چھوڑ فقط جماعت شام پر جو اس بدگوئی مین تابع اور رضا جو اپنے امیر
اور حاکم کے تھے اور ذرا ترچھی امارت برا لکھتے تھے دعاوہ کردیا مگر اسکے ساتھہی یہ بھی سوچے کہ اگر اس
دعاوہ مین سب فوج باغی نکلتی تو امیر صاحب پکڑ لئے جائین گے اور عبارت اخیر کے جیل خانہ میں داخل
کئے جائینگے لہذا اہل اسلام کے دھوکھا دینے کو تو دعا والیا مگر اوستادی کی راہ سے خالی تو ہین اگر
معلوم کنیم کی ایسی با ہوائی داغین کہ وہ جماعت شام بھی صاف بچ نکلی اور بالیقین کافر خواہیم
دانست کی بالکل صحیح ہوئی سبحان اللہ جو واقعہ کہ حسب تصریح مورخین اہلسنت اٹھارہ برس
تک یک لخت بطور استمرار امیر معاویہ کے وقت سے تا عہد عمر بن عبد العزیز برابر گذرا اور اوس بیچارے
نے کس حکمت عملی سے سا بین حضرت مرتضی کو عاجز اور لاجواب کرکے اوسکو موقوف کرایا اور یہ جملہ
واقعات لشرح و بسط جناب شاہ صاحب کی کتب معتبرہ مین موجود ہین جن مین سے قدر قلیل ہمنے
اس رسالہ اور باقی ملاحظہ اون کتب پر حوالہ کئے ہین شاہ صاحب اون سبکو بالائے طاق رکھکر شرط
لگا کر فرماتے ہین کہ اگر از جماعت شام بالیقین بعداوت و سب امیر المومنین معلوم کنیم بالیقین آن را
کافر خواہیم دانست پس جب ہمنے اتنے شواہد بدگوئی معاویہ وغیرہ پیش کردیئے اب ضرور ہمکو محکمہ عدالت
شاہ صاحب سے اس امر کی کامیابی پوری طور پر ہے اسلئے کہ ان اخبار متواترہ سے بے تردد شاہ صاحب
اور اونکے مقلدین کو بالیقین معلوم ہوگیا کہ امیر معاویہ اور جماعت اہل شام امیر المومنین علیہ السلام
کے ایسے دشمن تھے کہ مرتے دم تک اونکو برا کہا کئے پس ضرور وہ مصداق فتوی شاہ صاحب

ہوئے اور اگر ہنوز اس مین کچھ تردد ہو تو ہم بدگوئی معاویہ و اہل شام خود شاہ صاحب ہی کے کلام سے
ثابت کئے دیتے ہین چنانچہ اپنے تحفہ کے باب مطاعن مین فرماتے ہین کہ معویہ و اہل شام را نیز در ابتدا
ہمین دعوی بود کہ قاتلان عثمان را باید سپرد و قصاص باید گرفت و سیاست باید کرد چون از طرف
حضرت امیر در سپردن قاتلان عثمان بسبب شوکت و غلبہ آنہا خصوصاً بعد از جنگ جمل و خالی شدن
میدان از منازع و مزاحم عذر واجبی بود اجابت مدعائے آنہا نفرمود و آنہا بدگمان شدہ آخر ہا منکر خلافت
او شدند و سلب لیاقت این کار از آنجناب و بدگفتن آغاز کردند انتہی الٰہی تیرا ہزار شکر کہ تو نے
یہ کلمہ انصاف بے لگاؤ صاف صاف شاہ صاحب ایسے بزرگ کی زبان پر جاری کر دیا کہ وہی اپنے
امیر کی بدگوئی کے قائل ہو گئے اب تو بے تکلف معویہ و اہل شام پر انکا فتوی جاری ہو گیا اور بجائے خالی
توپون کے جنگی توپین اوس امیر اور اوسکی فوج باغی پر چل گئین اب حضرات اہل سنت کو بجز دو امر ون
کے چارہ نہین کہ یا تو از راہ حمیت اسلام اپنے خلیفہ چہارم کی بدگوئی کا اس امیر باغی سے انتقام لین
اور اگر کچھ دال مین کالا ہے اور کالا ہی کالا ہے تو بہ پرستش خداوند کرنے مین وہی ٹال ٹول اور حیلہ و حوالہ ہے
تو اپنے امیر کی طرح حضرت امیر کی عداوت کا پٹہ بالاعلان زیب گلو فرمائین اب دیکھئے یہ حضرات
کس شق کو اختیار کرتے ہین مگر ہمکو سخت تردد یہ ہے کہ بمفاد الجنس یمیل الی الجنس ان حضرات کی رغبت
مخالفت ہی کی جانب پائی جاتی ہے ورنہ ان کے امیر باغی کا حسن اسلام تو اسی سے ظاہر ہے کہ
حضرت امیر المومنین اور اونکے اہلبیت کو برا کہتے کہتے مر گئے حضرت عائشہ کو انہون نے کہتے ہین کہ ظلم
ہلاک کیا یزید کو انہون نے خلیفہ بنایا اوسکی بیعت بڑے بڑون سے لی اور اسی غرض خاص سے
حضرت امام حسن کو بھی زہر دلوایا چنانچہ کتاب اوائل سیوطی کی عبارت قبل اسکے مذکور ہوئی
بلکہ ہمکو اس وقت اس بات کا خیال آگیا کہ اگر معاویہ امیر المومنین کے ایسے سخت دشمن اور بدگو
نہوتے تو حضرات اہل سنت حضرت عائشہ کی ہلاکت کا اون سے سخت انتقام لیتے اور شاہ صاحب
نے بسبب شہادت عثمان محمد بن ابی بکر کی تحفہ مین کیا گت بنائی ہے جو یہ معاویہ کی بناتے مگر افسوس کہ
عداوت حضرت علی حضرت عائشہ کا خون ناحق بھی رائیگان گیا اگر معاویہ بھی مثل محمد بن ابی بکر محب
خالص امیر المومنین ہوتے تو بقول شاہ صاحب وہ بھی فتنہ انگیز اور شورہ پشت کہلاتے لیکن عداوت
علی اونکی سپر ہو گئی اور اس مین شبہ نہین کہ اصل اصول ان کردار ناشایستہ کا ام الخبائث ہے

جسکو یہ امیر کبیر بالاعلان بلانکیر نوش فرمایا کرتے تھے چنانچہ مسند امام احمد حنبل مین ہے ثنا عبد اللہ
بن بریدہ قال دخلت انا وابی علی معاویہ فاجلسنا علی الفرش ثم اتینا بالطعام فاکلنا
ثم اتینا بالشراب فشرب معاویہ ثم ناول ابی فقال ما شربتہ منذ حرمہ رسول اللہ صلعم
انتہی یعنی عبد اللہ بن بریدہ نے کہا کہ مین اور میرے باپ معاویہ کے پاس گئے پس معاویہ نے ہمکو فرش
پر بٹھایا دسترخوان بچھایا کھانا کھلایا پھر شراب منگائی پہلے تو امیر معاویہ نے پی پھر میرے باپ کو دی میرے
باپ نے کہا کہ جب سے اسکو حضرت پیغمبر نے حرام کر دیا تب سے مین نے نہین پی انتہی غرض اسی حال مین
جب وقت آخر ہوا تو سامان جزاے اعمال مذکورہ نظر مین آنے لگے چنانچہ تاریخ گزیدہ مین ہے کہ اوس وقت
یہ فرمانے لگے کہ مین اپنے اوپر تین باتون سے سخت تر اور کچھ نہین جانتا اول یہ کہ مین نے حق اہل بیت
مین طمع کی اور تغلب اوسکو مین نے بریا دوم زن امام حسن یعنی جعدہ کو مین نے فریب دیا اور اونکو زہر
دلوایا سوم یزید کو مین نے اپنا ولی عہد کیا اور اوسکے رواج کار پر مین نے نظر رکھی انتہی ہم کہتے ہین کہ چہارم
یہ سختی بھی ضرور بیان کی ہوگی کہ مین نے خلیفہ چہارم سے عداوت کی اور اونکو ناحق برا کہا کیا اور کہلوایا کیا
مگر یار لوگون نے اوسکو اوڑا دیا خیر جتنا بیان کیا اون کی عاقبت بخیر ہونے کو وہ کیا کم ہے اب اونکے
حسن خاتمہ کا اظہار اور محاضرات راغب اصفہانی کی یہ عبارت قابل ملاحظہ اولوالابصار ہے
مرض معاویہ فدخل علیہ طبیب فقال لاباس علیک انک بریٔ فبرأ ثم مرض فدخل
علیہ نصرانی فقال عندنا تعویذ من علق علیہ یبرأ من علتہ فاخذہ وعلق علیہ
فدخل علیہ الطبیب فخرج فقال انہ میت لامحالۃ فمات من لیلتہ فقیل للطبیب
فی ذلک فقال روی عن امیر المومنین ان معاویۃ لا یموت حتی یعلق فی عنقہ
صلیبا والتعویذ الذی کان علیہ مصلب فعلمت انہ یموت انتہی خلاصہ یہ ہے کہ معاویہ
بیمار ہوے اونکو ایک طبیب نے دیکھا اور کہا تم کچھ نہ ڈرو اچھے ہوجاؤگے وہ اچھے ہوگئے اور پھر بیمار ہوئے پس
ایک نصرانی آیا اور کہا کہ میرے پاس ایک تعویذ ہے کہ جو اوسکو لٹکالے وہ اچھا ہوجاتا ہے معاویہ نے
لیکر اوسکو اپنے گلے مین لٹکا لیا پس طبیب اول نے آکر دیکھا او چلے گئے اور کہا کہ یہ اب ضرور مرجائینگے
پس معاویہ اوسی رات کو مرگئے لوگون نے طبیب سے سبب پوچھا طبیب نے کہا ہمکو امیر المومنینؑ سے
خبر پہونچی ہے کہ معاویہ نہ مریگا جبتک گلے مین اپنے صلیب نہ لٹکائیگا اور یہ تعویذ جو اوسکے گلے مین تھا

مطلب تھا یعنی صورت صلیب ایسی ہی ہوئی تھی بس ہمنے یقین جان لیا کہ اب یہ مرجائینگے انہی
اور اسی کے مطابق کتاب امان الہاویہ و مصابیح مین بھی مذکور ہے اب یہ حالات خصوصاً
بضمیمہ لعن وطعن حضرت پیغمبر اور غیر ملت اسلام پر مرنیکی خبر اور سب امیر المومنین مین ان کا شور وشر
توصرح بھی شہادت دیرہے ہین کہ انکے دین وایمان اور حسن عاقبت کا مترلون ہنا نرالیکن ہمکو سخت حیرت
ہے اور تعجب اس بات کا ہے کہ ہمارے برادران اسلامی حضرات اہل سنت وجماعت آپہی تو اپنے
امیر کی یہ خرابیان مرتے دم تک کی بیان کرین پھر آپ ہی اونکو صحابی اور صاحب فضیلت جلیلہ اور خلیفہ
اور امام بنائین اور ایسے نیک اطوار اور خوش کردار کی نسبت سوءظن کو منع کرین اس بیجا حمایت و
رعایت کا ضرور کوئی ایسا منشا ہے جسکو یہ حضرات چھپاتے ہین اور ظاہر مین باتین بناتے ہین اب ہمکو
اوس منشا کے دریافت کرنیکی زیادہ تر فکر ہے پس اگر یہ بات قرار دین کہ یہ لقب خاص اہل سنت و
جماعت انکو معاویہ ہی کے عہد دولت مین ملا بدینوجہ یہ حق اسکا ادا کرتے ہین اور نک بیٹھے بٹھائے بیٹھے
یہ اونکی خیالی فضیلتین جماکر وہ رہنگے اور آجاتے ہین جیسا کہ برادر مولوی صدیق حسن قنوجی بھوپالی
نے اس لقب مبارک کے عطا ہونیکی طالع المقدور مین اس طرح تصریح کی ہے کہ اس سال کو جسمین
درمیان امام حسنؑ اور معاویہ کے صلح ہوئی جماعت کہتے ہین لقب اہلسنت وجماعت یہین سے
نکلا ہے لوگون نے ایک خلیفہ پر اجماع کیا اسلئے اس سال کا نام عام الجماعۃ ٹھہرا یہ دو گروہ اہلسنت و
جماعت ٹھہرے انتہی ہمکو برادر موصوف کی طرف ہرگز یہ گمان نہین کہ ہندی عبارت وہ ایسی خبط اور بے
ربط لکھتے وہ کون دو گروہ ہین جو اہل سنت وجماعت ہوے اونکا اس عبارت خاص مین نہ اس کے
ماقبل اور مابعد کی عبارت مین کہین پتا نہین پس معلوم ہوا کہ چھاپنے والے اس کتاب کے چونکہ
اہل سنت ہین لہذا اونکو اس لقب مبارک کی پوری تصریح مین بخیال کمال تفضیح کے سیاآئی اور
مطلب کی بات صاف اوڑائی ورنہ سیاق عبارت تو یہ چاہتا ہے کہ اصل عبارت واللہ اعلم یون ہو
کہ اس سال کو جسمین درمیان امام حسنؑ اور معاویہ کے صلح ہوئی جماعت کہتے ہین قبل از صلح
معاویہ اور اونکے تابعین امام حسنؑ اور علی مرتضیٰ کو منبر پر برا کہا کرتے تھے امام حسنؑ نے وقت
صلح یہ شرط کی کہ علی کو برا نہ کہو معاویہ نے اسمین اغماض کیا امام حسنؑ نے درخواست کی کہ میرے
روبرو علی کو برا کہو معاویہ نے وقت صلح تو یہ شرط منظور کرلی مگر بعد صلح اسپر وفا نہ کی اور بدستور

یہ اپنی سنت ادا کرتے رہے تا اینکہ جو لوگ بظاہر امام حسنؑ کیساتھ تھے وہ بھی بعد صلح اسی جماعت مین
آملے اور معاویہ اور اونکے تابعین کی سنت ادا کرنے لگے پس لقب اہلسنت و جماعت یہین سے
نکلا ہے اگلے پچھلے لوگون نے ایک خلیفہ پر اجماع کیا اسلئے اس سال کا نام عام الجماعت ٹھیرا یہ دونو
گروہ اہلسنت و جماعت ہوئے انتہی اب جا کر اس عبارت کا اسلوب درست ہوا اور اوس دونو
گروہ کا بخوبی پتہ لگ گیا پس جب سنت سے مراد سب امیر المومنینؑ ٹھہری تو مسلمانون کے واسطے تو یہ
لقب اہلسنت و جماعت بشرط حیا و حمیت سراپا موجب ننگ و عار ہے نہ باعث نازش و افتخار پس
معلوم ہوا کہ عطا ہونا اس لقب کا منشا اون کی فضیلتین گرھنے اور خلیفہ بنانے کا نہین بلکہ اصل منشا
کچھ اور ہی ہے جسکی بدولت معاویہ کو اپنا خلیفہ و امام بھی بنایا اور اس لقب مبارک کو کہ اب بھی اگر
کسی گوشے جنگلی ہوش مسلمان کو اسکا وجہ تسمیہ سمجھا کر کہ میان بھائی اگر تم سنت امیر معاویہ پر عمل کرو
اور حضرت علیؑ کو برا کہو تو تم اہلسنت کہلاؤ اوسکو سنی کہیے تو یقین ہے کہ وہ سو صلواتین سنائے اور
قابو چلے تو مارنے کو مستعد ہو باوجود اس ننگ و عار کے بخوشی قبول کیا کہ وقت استفسار بکمال تلخص
و افتخار فرماتے ہین کہ ہم اہلسنت و جماعت ہین اب اے بھائیو تم ہزار انکار کرو مگر تمہاری اس خوشی و
بشاشت نے جو اس لقب سے تمکو حاصل ہے صاف ظاہر کر دیا کہ معاویہ ایسے شخص کی مدح سرائی اور
اونکے خلیفہ اور امام بنانے کا منشا اصل عداوت امیر المومنینؑ اور اون کی اولاد طاہرین کی ہے اور
جو شخص ذرا بھی عقل و انصاف رکھتا ہے وہ جہان تک کتب دینیہ اہلسنت مین غور کریگا برابر
اسی کی موئیدات پاتا جائیگا دیکھو امیر معاویہ نے کوئی کسر متی علی مرتضیؑ اور اونکی اولاد کی اوٹھا نہ
رکھی اوسکو اتنا بڑھایا کہ مثل خلفائے ثلثہ اپنا خلیفہ و امام بنایا عمرو عاص کو باوجود شرافت نسبی
جسکو علاوہ پنجاہ عیب طبیعی پنج عیب شرعی خود لکھتے ہین اپنے امیر کے وزیر ہونے پر رتبہ اعلی پر پہنچایا
ابوہریرہ اور عکرمہ غلام ابن عباس اور حریز بن عثمان ایسے کاذبون حدیث گڑھنے والون علی
مرتضیؑ کے سخت دشمنونکو باین صراحت کہ فلان نے سب علیؑ مین جھوٹھی حدیث بنائی اور فلان
حمالہ ایسے بغض رکھتا تھا اوس سے بچائے ہارون قارون پڑھا دونکو اپنے اکابر مقبولین مین داخل
کیا اور عبد ون رضی اللہ عنہ کے ان کا خالی نام لینا گناہ قرار دیا میان بخاری کی صحیح جو دیکھیے
تو خدا ہی یاد آتا ہے بھلا اور رمضیئ جولاہون کا کیا ذکر خود عمران بن حطان ساخارجی

بھی اون کے رواۃ مین موجود ہے جس نے ابن ملجم قاتل امیرالمومنین کی حضرت کے
ضربت لگانے پر کیا کیا مدح کی ہے اور جوش مین آکر کیسے کیسے نغز اوس کی مدح کے
اشعار مین نظم کئے ہین اور سپر طرہ یہ کہ حضرت امام جعفر صادق سے حدیث نہین لیتے
کہ اون کے شیخ نے کہا ہے اجد منہ فی نفسی شیئاً یعنی مین امام جعفر صادق سے اپنے
دل مین کچھ پاتا ہون یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی اچھی بات تو پاتے نہین ورنہ ظاہر کر دیتے پس ان
کے نزدیک سوائے بدگمانی کے اور اہلبیت رسول مین کیا ہے جبھی میان بخاری نے حضرت صادق
سے حدیث لینے مین احتیاط کی اور بخاری کا یہ قاعدہ مشہور کیا گیا ہے کہ وہ حدیث اوسی سے
لیتے ہین جو اون کے نزدیک صادق اللہجہ ہو پس عمران بن حطان سا خارجی جو مدح ابن ملجم مردود
مین کذب فاحش بکتا ہے وہ بخاری کے نزدیک صادق اللہجہ ہے جو اوس سے حدیث لی
اور حضرت صادق معاذ اللہ بخاری کے زعم مین صادق اللہجہ نہ تھے جو اون سے حدیث نہ
لی خلاصہ چونکہ یہ علی مرتضی اور اون کی اولاد کے پورے دشمن تھے بدینوجہ ہمارے اسلامی
بھائیون کے حسن اعتقاد سے اصح بعد کتاب الباری صحیح البخاری کہلائی یہ چند
امور بطور نمونہ عداوت اہلبیت مجملاً بیان ہوئے جو شخص اس مبحث کو تفصیل دیکھنا چاہے
وہ ہماری کتاب تنکیت الخصام کو ملاحظہ کرے الغرض اس عداوت اہلبیت نے بڑے بڑے
رخنے دین محمدی مین ڈالے اس کمبخت نے خدا اسکا منہ کالا کرے دین اسلام کی صورت ہی بدلدی
آخر وقت کی حضرت پیغمبر کی وصیت ہے جو حدیث ثقلین سے اہلبیت کے بارہ مین فرما گئے تھے
بھلا دی کہان پیغمبر بموجب حکم الٰہی اہلبیت کو حاکم خلق اللہ بنا گئے تھے کہان یار لوگون نے
یہ لٹکا ہی بدل دیا امر خلافت کو ایسا اولٹ دیا کہ حاکم محکوم اور محکوم حاکم بن بیٹھے رفتہ
رفتہ یہان تک اس انقلاب کی نوبت پہونچی کہ معاویہ ایسے شخص خلیفہ بنائے گئے
جیسا کہ نواب صدیق حسن نے کہا ہے کہ لوگون نے ایک خلیفہ پہ اجماع کیا دیکھو بیچاری
خلافت نے یہ آفت پائی اور دین پاک اسلام نے یہ دھبہ لگا پایا ایسے ایسے خلیفہ و
امام ہونے لگے ہم بلا تعصب اپنے خدا کو حاضر و ناظر جانکر کہتے ہین کہ ہرگز شوکت و حمیت اسلامی
اس بات کو گوارا نہین کرتی کہ پیشوائے اسلام ایسے نامقید و بیباک اور ناخدا ترس اور سفاک

ہون اور غیر ملت اسلام والے ان کے حالات تواریخی دیکھکر اسلام اور مسلمانوپر خندہ کرین
اور کہین کہ اسلام ایسا دین ہے جسمین دنیابہر کے ہیچ عیب شرعی کے علاوہ پنجاہ عیب بھی
اسے چھانٹ چھانٹ کر پیشوا اور امام بنائے گئے ہین لاحول ولاقوۃ الا باللہ خداوندا یہ سچا
دین اسلام تونے سچے پیغمبر برحق کے واسطے سے ہمکو عطا کیا ہے اب ہم تجہی سے التجا کرتے ہین
کہ تو ہمارے اس پاک مذہب اسلام کو ان ناپاک عقیدون سے صاف کردے اور اس آفتاب
عالمتاب پر سے ایسے ابر تیرہ و تاریک کو جس سے ایسا اندہیر عالم مین پہیل رہا ہے ہٹادے اور
ہمارے اسلامی بہائیون کو ایسی حمیت اور توفیق عطا کر کہ وہ اپنے عقاید کو بھی ان ناپاکیون سے
پاک اور صاف کرکے مسلمان خالص ہوجائین اور اس کٹریئے کے نطفے یعنی ہنجابی امارت
سے ہاتھ اوٹھائین اور جو ائمہ ہدی مثل پیغمبر خدا جملہ ناپاکیون سے پاک اور معصوم ہین اور
خدا و رسول نے اون کی اطاعت کا حکم اپنی اطاعت کے ساتھ دیا ہے اونہین کو خلیفہ
مطلق اور امام برحق جانین گر ہین کہوسٹ نلائین اہلبیت پیغمبر کی تابعداری اون کے
دشمنون سے کائنا من کان بیزاری کرین اون کی دوستی و مودت کو اجر تبلیغ رسالت
اور اون سے سرکشی اور انحراف اور اون کی عداوت کو ای کرے منشا بید ینی و ضلالت
سمجھین آمین یارب العالمین خداوندا تو جانتا ہے کہ یہ ہمارا یہ تیری درگاہ مین گڑگڑا کر
ہاتھ پہیلا کر اپنے بہائیون کی اصلاح حال و مآل کی دعائین مانگنا کسی دنیوی
غرض سے نہین ہے بلکہ خاص اپنے بہائیون کے جوش محبت کا تقاضا ہے کہ ہم نہین
چاہتے کہ وہ اپنی نادانی یا اغوائے شیطانی سے دنیا مین اسلام ایسی شئی عزیز الوجود
کو ایسا بے ثبات اور نقش برآب اور دہوکے دہڑی مین عاقبت کا معاملہ خراب
کرین الٰہی اگر تو ان کو خواب غفلت سے چونکادے اور ان سخت گہاٹیون سے
نکالکر راہ راست پر لگادے تو تیرے لاکہ لاکہ احسان۔ اور اگر انہین کے حال پر
چھوڑ دے تو ہمارا کیا اختیار ہے کہ ہم سب تیرے بندے اور تو ہمارا خدا اور مالک ہے
جو چاہے سو ہمارے حق مین کرے کہ وہ یا تو تیرا فضل ہوگا یا عدل مگر ہم تیرے فضل ہی
کے امیدوار ہین ربنا اغفر لنا ذنوبنا وارحمنا انت مولانا ربنا لا تواخذنا

ان نسینا او اخطانا برحمتک و برکاتک و فضلک یا ارحم الراحمین
وصل علی نبینا و سیدنا محمد و آله الطیبین المنتجبین و اصحابه
المنتجبین و آخر دعوینا ان الحمد لله رب العالمین

فہرست کتب موجودہ دفتر اصلاح کھجوہ ضلع سارن

مناظرہ احمدیہ حصہ اول حصہ دوم ... معویہ کے حالات اس وضاحت سے درج کئے گئے ہیں کہ کسی کتاب میں یہ مضامین نہ ملیں گے ... تکمیل بین الوضو تحقیق مسح رجلین میں

تاریخ الاذان حصہ اول جس میں حقیقتاً اپنے شخص جو مرزا کی بدعت کرنا تاریخی حیثیت سے دکھایا گیا ہے۔ (۶)

ارسال الیدین جس میں ہاتھ کھولکر نماز پڑھنا مطابق سنت ہونا احادیث فریقین سے ثابت کیا گیا ہے جس کے پاس یہ مجموعہ ہوگا وہ ہر طرح اپنے فریق مخالف پر غالب رہیگا (۸)

تصحیح تاریخ جس میں قدیم و جدید تاریخوں کی نہایت صحیح غلطیاں دکھائی گئی ہیں۔ (۱۲)

عقل و تہذیب الحدیث جو وہابیوں کیلئے ایسا کوڑا ہے بجز چپکا رہنے کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ (۸)

حدائق السارق تحریف قرآن میں جسکے عام اشتہار دیا گیا کہ اگر کوئی سنی خواہ حنفی ہو یا وہابی یا مرزائی یا چکڑالوی اسکا جواب معقول لکھے تو معقول انعام دیا جائیگا مگر آجتک کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ صرف سو نسخے اسکے باقی رہ گئے ہیں۔ (۱۲)

مجالس عشرہ فی الحال العشرہ مصائب جناب سید الشہداء میں اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے کہ روایات صحیحہ کا بھی التزام رکھا گیا ہے اور تمہید میں مختلف قسم کے مواعظ ہیں پھر مصائب کربلا۔ (عہ)

دفع الوثوق عن نکاح الفاروق کے نسخے بہت کم رہ گئے ہیں مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم میں بے مثل کتاب ہے۔ (۱۰)

تنقید بخاری حصہ دوم کل ۵۰ نسخے رہ گئے ہیں۔ (عہ)

الخمس جلد اول۔ جلد دوم۔ جلد سوم۔ جلد چہارم۔ جلد پنجم۔ جلد ششم اسکے بھی بہت کم نسخے باقی ہیں جس کا ملنا ہر دشوار ہوگا اگر فوراً طلب کیا گیا۔

امتحان اہل القرآن

نمبر ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ایک بزرگ الشمس کے خریدار ہین جنکا عرصے تقاضا تھا کہ حنفی۔ وہابی۔ مرزائیون سے تو اہل قرآن کا جواب ہو نہین سکتا چونکہ تم شیعہ ہو اسلئے کچھ لکھو۔ مگر ہم اس خیال سے ساکت تھے کہ یہ کل فرقے خواہ آریہ ہون یا نیچری۔ مرزائی ہون یا اہل قرآن۔ فرقہ اہلسنت کے اتباع وشعبے ہین اسلئے جسقدر ہوسکے اصل کے قطع کی فکر کی جائے۔

اہل قرآن دراصل متمم مقولہ خلیفہ دوم حسبنا کتاب اللہ ہین مگر یہ نہین سمجھتے کہ یہ مقولہ صرف بمقابلہ وصیت رسول اللہ صلعم ایجاد کیا گیا تھا کہ حضرت نے خلافت کا قطعی فیصلہ چاہا تھا جس کو اس جملہ سے روکدیا جسپر بہت اختلاف پیدا ہوا اور حضرت نے حکم دیا کہ یہان سے نکل جاؤ۔

اہل قرآن جو دراصل منکر رسالت ہین یہانتک ظاہری رفتار مطابق قرآن دکھا رہے ہین کہ آنحضرت کے مبارک کیساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین کہتے۔ بلکہ سلام علیہ کہتے ہین کیونکہ بخیال انکے قرآن مین انبیا کے نام کے ساتھ سلام علیہ آیا ہے۔ مگر اس سے بڑھکر کیا مخالفت قرآن ہوسکتی ہے کہ اپنا نام اہل قرآن رکھا حالانکہ قرآن مین کہین یہ نام نہین آیا ہے۔ بلکہ ھو سمیکم المسلمین ہے کہ تمھارا نام مسلمان رکھا۔ یا وان من شیعتہ لابراھیم

قرآن مین یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما موجود ہے کہ رسول اللہ پر صلوات بھیجو اور سلام مگر یہ صلی اللہ نہین کہتے بلکہ سلام علیہ کہتے ہین جس سے حضرت کی تنقیص